شمارہ نمبر 51
ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ
ہفت روزہ
بدر
سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان
Regd. No. P/GDP-3
Phone No. 35
خصوصی اشاعت
"ساری کائنات مٹ سکتی ہے لیکن احمدیت کی روح نہیں مٹ سکتی۔ کیونکہ یہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی غلامی کی روح ہے۔ اور خدا اس روح کو کبھی مٹنے نہیں دے گا۔"
(حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)
ادارۂ تحریر
ایڈیٹر: خورشید احمد انور
نائب: جاوید اقبال اختر

ہفت روزہ بَدر قادیان

جلسہ سالانہ نمبر

بابت :-

۱۴ ربیع الاول و ۲ ربیع الثانی ۱۴۰۵ ہجری

مطابق

۲۰-۲۷ فتح ۱۳۶۳ ہش

۲۰-۲۷ دسمبر ۱۹۸۴ء

جلد ۳۳ | شمارہ ۵۱/۵۲

شرح چندہ

سالانہ ——— ۳۶ روپے

ششماہی ——— ۱۸ روپے

ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک — ۱۲۰ روپے

فی پرچہ ——— ۷۵ پیسے

اشاعت خصوصی ——— ۵ روپے

اداریہ

"پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"

حق اور باطل کی آویزش ازل سے جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گی۔ مذاہب عالم کی تاریخ شاہد ہے کہ شرک و بدعت اور گناہ و معصیت کی گھٹاٹوپ تاریکیوں میں بھٹکنے والی انسانیت کو نورِ صداقت سے منور کرنے کے لئے جب بھی اللہ تعالیٰ کا کوئی مامور دنیا میں مبعوث ہوا تو فرمانِ الٰہی یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ○ (یٰسٓ : ۳۱) کے مطابق تاریکی کے فرزندوں نے ہمیشہ اس کی راہ میں قدم قدم پر مصائب و مشکلات کے پہاڑ کھڑے کئے۔ اور ہر قسم کی ظاہری تدابیر اختیار کر کے اُسے اپنے مقدس مشن میں ناکام کرنے کی سرتوڑ کوششیں کیں۔ مگر جیسا کہ روزِ ازل سے مقدر ہے تمام تر دنیوی اسباب مہیا ہونے کے باوجود انجام کار انہیں ہمیشہ ناکامی و نامرادی ہی کا منہ دیکھنا نصیب ہوا۔ اور اُن کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ کا وہ یکّا و تنہا نیک بندہ جو ظاہری اسباب و وسائل سے بالکل تہی تھا، اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے مخالفین کی تمام شورشوں کا ایک فتح نصیب جرنیل کی طرح مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے بالآخر اس میدانِ کارزار میں کامیاب و کامران قرار پایا۔ اور یوں تاریخ کائنات کے ہر دور میں اللہ تعالیٰ کی وہ سُنّت پورے جلال اور آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہوتی رہی جسے قرآنِ حکیم نے كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ○ (مجادلہ : ۲۲) کے پُر شوکت الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

اِسی سُنّت کے مطابق موجودہ زمانہ میں جب اللہ تعالیٰ نے سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ایک روحانی فرزندِ جلیل حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو حَکَم اور عدل بنا کر مبعوث فرمایا تو وہی لوگ جو کسی وقت یہ کہتے نہیں تھکتے تھے کہ ہم نے زندگی بھر مرزا صاحب کو کبھی جھوٹ بولتے نہیں سُنا۔ اور یہ کہ فی الواقع آج روئے زمین پر ایک یہی شخص ہے جس کے دل میں اسلام کا حقیقی درد اور تڑپ موجزن ہے۔ آپؑ کا دعویٰ ماموریت سُنتے ہی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے۔ انہوں نے نہ صرف آپ کے خلاف ہر قسم کی بہتان طرازی اور سب و شتم کو مباح سمجھ لیا۔ بلکہ اعلائے کلمۂ اسلام کی خاطر آپؑ کی طرف سے بلند ہونے والی ہر آواز کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دینے کو ہی اپنا فرضِ منصبی قرار دے لیا۔ چنانچہ ہندوستان کے کم و بیش ایک سو علماء کی طرف سے آپ کے خلاف فتویٰ کفر کی اشاعت اسی معرکۂ حق و صداقت کی ایک کڑی تھی۔ جس نے آن کی آن میں ملکی فضا کو مکدر کر دیا۔ اور یوں بظاہر حالات آپؑ کے لئے تبلیغ و اشاعتِ حق کی راہیں اور بھی زیادہ مسدود ہو گئیں۔

مصائب و مشکلات کے اسی ہجوم میں مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اذن پا کر ۱۸۹۱ء میں جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی۔ اور اس کی عظمت و اہمیت واضح کرتے ہوئے فرمایا :-

"اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں" (اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

معاندینِ حق و صداقت جو ابتدائے دعویٰ ہی سے اعلائے کلمۂ حق کی خاطر آپ کی طرف سے بروئے کار لائی جانے والی ہر کوشش کو ناکام و نامراد کر دینے کا بیڑا اُٹھائے ہوئے تھے، اس اعلان پر کیسے خاموش رہ سکتے تھے۔ چنانچہ جیسے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی مسجد چینیاں والی لاہور کے پیش امام مولوی رحیم بخش صاحب نے اس کے خلاف یہ فتوےٰ صادر کر دیا کہ :-

"ایسے جلسہ پر جانا بدعت بلکہ معصیت ہے۔ اور جو شخص اسلام میں ایسا امر پیدا کرے وہ مردود ہے"۔
(آئینہ کمالاتِ اسلام بعنوان "متانت کی نشانی")

ایک طرف علماء سُوء کا یہ واویلا تھا۔ تو دوسری طرف خود حضور علیہ السلام کو بھی اقتصادی پریشانیوں نے گھیرا ہوا تھا۔ ایسے نامساعد حالات میں روحانی اجتماع کے اس سلسلہ کو مستقل طور پر جاری رکھنا ہی بظاہر حالات ناممکن نظر آتا تھا۔ کجا یہ کہ اس میں ترقی و وسعت کی توقع رکھی جاتی۔ لیکن جلسہ سالانہ کی بنیادی اینٹ چونکہ خود خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے نصب کی تھی اور اس میں غیر معمولی ترقی و وسعت کے سامان مہیا کرنے کے لئے پہلے سے ہی سعید روحوں کو تیار کر رکھا تھا۔ اس لئے اُس نے پردۂ غیب سے اس مبارک تقریب کے جاری رکھنے اور اس میں روز افزوں غیر معمولی ترقی و وسعت پیدا کرنے کے سامان کر دیئے۔ چنانچہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ پُر شوکت الفاظ پیشگوئی کا رنگ اختیار کر گئے اور معجزہ میں ڈھل گئے۔ اور وہ مقدس جلسہ جس کی ابتداء صرف ۷۵ نفوس کی حاضری سے ہوئی تھی، اس میں اللہ تعالیٰ کی تیار کردہ قومیں ایسے وفور شوق سے آشامل ہوئیں کہ آج ہر دو مراکز سلسلہ میں منعقد ہونے والے سالانہ جلسوں کی مجموعی حاضری لاکھوں سے تجاوز کر چکی ہے۔ یہ امر یقیناً اللہ تعالیٰ کی خصوصی تائید و نصرت اور احمدیت کی صداقت کا درخشندہ ثبوت ہے۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ آج ہم تائید و نصرتِ غیبی کے اس تابندہ نشان کو ایک بار پھر اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے کی سعادت پا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اِس نشانِ صداقت کو سعید روحوں کے لئے قبولیتِ حق کا موجب بنائے اور اس مقدس روحانی اجتماع میں شمولیت کی سعادت پانے والوں کو ان تمام مقبولِ بارگاہِ الٰہی دعاؤں سے وافر حصہ عطا کرے جو سیدنا حضرت اقدس مسیحِ پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی نسبت فرمائی ہیں۔ آمین اللّٰھم آمین۔

خورشید احمد انور

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۵ فتح (دسمبر)۔ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارہ میں ہفتہ زیرِ اشاعت کے دوران لندن سے موصول ہونے والی تازہ اطلاعات کے مطابق حضور پرنور بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور مہمات دینیہ کے سر کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔

احباب اپنے جان و دل سے عزیز آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۱۵ فتح (دسمبر)۔ حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارہ میں روزنامہ الفضل مجریہ ۱۲ ماہ ہذا میں درج اطلاع مظہر ہے کہ "طبیعت پہلے سے بہتر ہے"۔ احباب حضرت سیدہ ممدوحہ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے بھی دعائیں کرتے رہیں۔

○ ——— مقامی طور پر محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ و امیر مقامی مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ و بچگان اور عملہ درویشانِ کرام خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔ الحمدللہ۔

پرنٹر ——— ملک صلاح الدین ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ——!
پروپرائیٹر :- صدر انجمن احمدیہ قادیان ★

مَیں وُہ درخت ہُوں جس کو مالکِ حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے!

اَے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وُہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا

اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے۔!!

پس یقیناً سمجھو کہ مَیں نہ بے موسم آیا ہُوں اور نہ بے موسم جاؤں گا!

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"۔۔۔ میرے پر ایسی رات کوئی کم گذرتی ہے جس میں مجھے یہ تسلی نہیں دی جاتی کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور میری آسمانی فوجیں تیرے ساتھ ہیں۔ اگرچہ جو لوگ دل کے پاک ہیں مرنے کے بعد خدا کو دیکھیں گے لیکن مجھے اُسی کے مُنہ کی قسم ہے کہ مَیں اب بھی اُس کو دیکھ رہا ہوں۔ دُنیا مجھ کو نہیں پہچانتی لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ مَیں وہ درخت ہوں جس کو مالکِ حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ قارُون اور یہودا اسکریوطی اور ابوجہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے۔ مَیں ہر روز اِس بات کے لئے چشم پُر آب ہُوں کہ کوئی میدان میں نکلے اور منہاجِ نبوت پر مجھ سے فیصلہ کرنا چاہے۔ پھر دیکھے کہ خدا کس کے ساتھ ہے؟ ....

اَے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بُوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دُعائیں نہیں سُنے گا اور نہیں رُکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پُورا نہ کرلے۔ اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے۔ اور اگر تم گواہی کو چھپاؤ تو قریب ہے کہ پتھر میرے لئے گواہی دیں۔ پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو۔ کاذبوں کے اَور مُنہ ہوتے ہیں اور صادقوں کے اَور۔ خدا کسی امر کو بغیر فیصلہ کے نہیں چھوڑتا۔ مَیں اُس زندگی پر لعنت بھیجتا ہوں جو جھوٹ اور افتراء کے ساتھ ہو۔ اور نیز اس حالت پر بھی کہ مخلوق سے ڈر کر خالق کے امر سے کنارہ کشی کی جائے۔ وہ خدمت جو عین وقت پر خداوند قدیر نے میرے سُپرد کی ہے اور اسی کے لئے مجھے پیدا کیا ہے ہرگز ممکن نہیں کہ مَیں اس میں سُستی کروں۔ اگرچہ آفتاب ایک طرف سے اور زمین ایک طرف سے باہم مل کر کچلنا چاہیں۔ اِنسان کیا ہے؟ محض ایک کیڑا۔ اور بشر کیا ہے محض ایک مُضغہ۔ پس کیونکر مَیں حیّ و قیّوم کے حکم کو ایک کیڑے یا ایک مُضغہ کے لئے ٹال دُوں۔ جس طرح خدا نے پہلے مامورین اور مکذبین میں آخر ایک دن فیصلہ کر دیا اسی طرح وُہ اس وقت بھی فیصلہ کرے گا۔ خُدا کے مامورین کے آنے کے لئے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کے لئے بھی ایک موسم۔ پس یقیناً سمجھو کہ مَیں نہ بے موسم آیا ہُوں اور نہ بے موسم جاؤں گا۔ خُدا سے مت لڑو! یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کر دو۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹-۱۰)

آپ ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں!

ساری کائنات مٹ سکتی ہے لیکن احمدیت کی رُوح نہیں مٹ سکتی!

کیونکہ یہ محمد مصطفےٰ صلعم کی غلامی کی رُوح ہے اور خدا اس رُوح کو کبھی مٹنے نہیں دے گا

خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالےٰ - فرمودہ ۹ نبوت ۱۳۶۳ ہش مطابق ۹ نومبر ۱۹۸۴ء - بمقام مسجد فضل لندن

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ رُوح پرور اور بصیرت افروز خطبہ جمعہ کیسٹ کی مدد سے احاطۂ تحریر میں لاکر ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے ——— (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیاتِ قرآنیہ تلاوت فرمائیں :-

اَلَمْ نَجْعَلْ لَهٗ عَيْنَيْنِ ۝ وَلِسَانًا وَّ شَفَتَيْنِ ۝ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝ فَكُّ رَقَبَةٍ ۝ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ۝ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۝ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۝ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَ تَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ۝ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝

(بلد : آیت ۹ تا ۱۹)

اس کے بعد فرمایا :-

خدا کی تقدیر کچھ یہ معلوم ہوتی ہے کہ دُشمن جتنا زیادہ مغضوب اور ضالّین کی راہ میں آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے اُتنا ہی خدا تعالےٰ اپنے فضل اور رحم کے ساتھ جماعتِ احمدیہ کو صراطِ مستقیم پر پہلے سے بڑھ کر تیز رفتاری کے ساتھ آگے قدم بڑھانے کی توفیق عطا فرماتا چلا جاتا ہے۔ یہ تقدیر ہر روز ہر ملک میں احمدیوں کے ہر طبقہ پر نظر ڈالنے سے روشن تر ہوتی چلی جا رہی ہے اور کوئی ایک بھی خطہ دنیا میں ایسا نہیں جہاں سے اس پہلو سے

ہر روز نئی سے نئی خوشخبریاں

عطا نہ ہو رہی ہوں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُشمن کے دُکھوں اور ظلموں سے تنگ آکر ایک مرتبہ ایک ایسا شعر فرمایا جس کی صحیح حقیقت، جس کی حقیقی روح اب ہمیں معلوم ہو رہی ہے کہ وہ کیا تھی۔ آپؑ فرماتے ہیں ؎

ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اِک تیغ تیز
جس سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غمِ اغیار کا

جتنا زیادہ دُشمن ظلم اور سفاکی میں آگے بڑھتا چلا گیا اُتنا ہی اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت اور شفقت کے سلوک کو بڑھا دیا۔ چنانچہ یہی اللہ کی رحمت اور شفقت ہے جو ایسے دُکھوں میں انسان کو زندگی کی توفیق عطا فرماتی ہے۔ چنانچہ اللہ کی اس تقدیر کے اشاروں کو سمجھتے ہوئے جماعتِ احمدیہ کے سامنے جب بھی نیکی کی کوئی راہ بھی آئے گی تو یقیناً اُس میں پہلے سے زیادہ تیز رفتاری سے اور آگے بڑھنے کی کوشش کرتی رہے گی۔ اور نئے سے نئے نیکی کے راستے خدا کھولتا چلا جائے گا۔ اور دُشمن خواہ یہ سمجھتا رہے کہ جماعت کی توفیق ختم ہو چکی ہے۔ مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ہر نئی نیکی کے لئے توفیق بھی بڑھاتا چلا جائے گا۔ اور یہ ناممکن ہے کہ جماعتِ احمدیہ کسی نیک اقدام کا فیصلہ کرے اور خدا تعالےٰ اُس توفیق کو نہ بڑھا دے جو نیکی کی خاطر ہمیں محض خدا نے اپنے فضل سے عطا فرمائی ہے۔

جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے اِن میں

بنی نوعِ انسان کی ہمدردی

کے متعلق نہ صرف سبق ہیں بلکہ بعض خطرناک غلطیوں سے متنبہ بھی فرمایا گیا ہے۔ نیکی کیا ہے سچی ہمدردی کس کو کہتے ہیں۔ اس کے مقاصد کیا ہیں۔ کون سے خطرات ہیں جن سے بچنا چاہیئے۔ یہ تمام مضمون قرآن کریم نے ان آیات میں تفصیل سے بیان فرمایا۔ اور حقیقت میں یہ آیات اس زمانے کے متعلق ایک عظیم الشان پیشگوئی کا رنگ رکھتی ہیں۔ لیکن چونکہ ایک خطبہ جمعہ میں تفصیلی تفسیر کا وقت تو میسر نہیں آسکتا۔ لیکن مختصراً اُس مقصد کی خاطر جس کی طرف میں آپ کو لے جانا چاہتا ہوں، کچھ حصے اِن آیات کے میں آپ پر کھولنا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اَلَمْ نَجْعَلْ لَهٗ عَيْنَيْنِ وَلِسَانًا وَّ شَفَتَيْنِ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ۔ کہ کیا ہم نے اسلام سے یا دین سے بے بہرہ لوگوں کو آنکھیں عطا نہیں فرمائیں تھیں اگرچہ واحد میں ذکر چل رہا ہے لیکن مُراد قوم ہے، یا انسان بحیثیت انسان ہے۔ تو ایسا انسان جو دین سے بے بہرہ ہو اُس کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کیا ہم نے تمہیں آنکھیں عطا نہیں فرمائیں تھیں۔ اور کیا تمہیں بولنے کے لئے اعضاء عطا نہیں کئے گئے تھے لِسَانًا وَّ شَفَتَيْنِ۔ زبان نہیں دی گئی تھی اور ہونٹ نہیں دیئے تھے تاکہ اگر کوئی بات تمہیں معلوم نہیں ہو سکتی تھی تو پوچھ کر معلوم کر لیتے۔ اگر تم بے خدا تھے تو خدا والوں سے یہ سلیقے سیکھ لیتے یہ مُراد ہے۔ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ لیکن اس کے باوجود۔

وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ (اور یہ آیت بیچ میں سے چھوٹ گئی تھی) اور ہم نے اُس کے اُوپر کیا دو راستے نہیں کھول دیئے تھے۔ جن میں سے ایک راستہ ترقی کا تھا۔ اور ایک تنزل کا۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ فرماتا ہے فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ اُس نے اُوپر جانے والا راستہ اختیار نہیں کیا۔ اور تنزل کا راستہ اختیار کر لیا۔ جس میں محنت اور مشقت کرنی پڑتی ہے، اُس راستے کو چھوڑ دیا اور آسانی کا راستہ اپنے لئے اختیار کر لیا جو دُنیا کی طرف لے جاتا ہے۔ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ اور تمہیں کیا چیز بتائے، کیسے سمجھایا جائے کہ عقبہ کیا ہے۔ یعنی نیکیوں میں بلندی کی راہ اختیار کرنا کیا چیز ہے۔ ان آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ

نیکیاں بھی دو قسم کی ہیں

نجدین سے یہ مُراد نہیں ہے کہ بدی کا راستہ بالمقابل نیکی کے راستے کے، یہ دو راستے نہیں۔ اس تعلق میں نجدین کا مطلب یہ ہے کہ دو قسم کی نیکیوں کے راستے ہم نے اُس کے لئے کھولے تھے۔ ایک دُنیا داری کی، مادہ پرستی کی نیکیاں ہیں جو بے خدا لوگوں میں بھی نظر آجاتی ہیں۔ اور ایک وہ نیکیاں ہیں جو حقیقی نیکی کی رُوح رکھتی ہیں۔ جو آخر خدا تک انسان کو پہنچا دیتی ہیں۔ ان دونوں نیکیوں میں بظاہر مشابہت کے باوجود ایک نمایاں فرق ہے۔ اور بسا اوقات اس زمانے میں لوگ اس فرق کو نہ پہچان کر یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ ہم نے تو مذہبی لوگوں میں وہ نیکیاں نہیں دیکھیں جو ہمیں غیر مذہبی دُنیا میں نظر آرہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ دو قسم کی نیکیوں میں تمیز فرما رہا ہے۔ ایک عقبہ کی نیکی ہے جو محنت اور مشقت اور جان کو جوکھوں میں ڈال کر خدا کی خاطر نیکی کو اختیار کرنا اور اُس کی اپنی صفات ہیں۔ ایک دُنیا کی خود رَو نیکیاں ہیں۔ اور ان نیکیوں کی اپنی صفات ہیں۔ اور وہ ایک دوسرے سے ایک دوسرے کو ممتاز کر دیتی ہیں۔ چنانچہ فرمایا مَا اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ تمہیں اب ہم کیسے عقل دیں کیسے سمجھائیں کہ عقبہ کیا چیز ہے۔ اس کی بنیادی شرط یہ بیان فرمائی فَكُّ رَقَبَةٍ یہ وہ نیکی جو بنی نوع انسان کی ہمدردی سے تعلق رکھتی ہے۔ اس میں ہمدردی کے دوران بندشیں نہیں ڈالی جایا کرتیں۔ TIES نہیں ہوا کرتیں اُس کے ساتھ کوئی۔ کوئی STRINGS نہیں ہوا کرتیں۔ یعنی انسانی ہمدردی ہو اور پھر سیاسی مقاصد پیشِ نظر ہوں۔ انسانی ہمدردی ہو اور قومی مقاصد پیشِ نظر ہوں۔ رنگ اور نسل کی تمیز ہو جائے۔ اور انسان کوشش یہ کرے کہ نیکی کے ذریعے کسی قوم کو اپنا غلام بنالے۔ فرمایا اگر یہ بات تمہاری نیکی میں پائی جائے تو وہ عقبہ والی نیکی نہیں ہے۔ اُس نیکی کے نتیجے میں تمہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔ کیونکہ تم نے نیکی کے نام پر قوموں کو غلام بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ تم نے نیکی کے نام پر اپنے سیاسی مقاصد حاصل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس رُوح کو جو قرآن کریم نے بیان فرمائی، اس کو مدّ نظر رکھ کر آج آپ بڑی بڑی قوموں کی بظاہر نیکیوں پر نگاہ ڈالیں تو ان میں سے ہر ایک فَكُّ رَقَبَةٍ کی صفت سے عاری نظر آتی ہے۔

ابھی پچھلے دنوں بہت زیادہ چرچا ہوا ہے ایتھوپیا میں یعنی

حبشہ میں فاقے کی آفات

کا۔ اور اچانک ٹیلیویژنوں، ریڈیوز، اخباروں میں بڑی شدت سے وہاں کے متعلق خبریں آنے لگی ہیں۔ اور قومیں حرکت میں آگئی ہیں۔ یورپ حرکت میں آگیا ہے امریکہ حرکت میں آگیا ہے۔ رُوس حرکت میں آگیا ہے۔ اور اس سے پچھلے سال سینی گال میں اور دوسرے ممالک میں اس قدر فاقے پڑے ہیں کہ جانور تباہ ہو گئے بھوک سے، انسان تباہ ہو گئے۔ بچے مارے گئے۔ اتنے خوفناک مناظر ہیں اُس زمانے کے جو بعد میں تصویروں میں پیش کئے گئے کہ علاقے کے علاقے پنجروں سے بھرے پڑے ہیں۔ جو جانور ایک ساتھ رہ نہیں سکتے، بھوک کی شدت نے اُن کو ایک انسانی زندگی کے اُنس کے نتیجے میں اکٹھا کر دیا۔ شیر بھی وہیں مرا پڑا ہے۔ بکری بھی وہیں مری پڑی ہے۔ ہاتھی بھی وہیں مرا پڑا ہے۔ خرگوش بھی وہاں مرا ہے۔ اور اُن کے پنجر بتا رہے ہیں کہ ان میں یہ بھی استطاعت نہیں رہی تھی آخر پہ آکے کہ وہ ایک دوسرے کو نقصان پہنچا سکیں۔ پانی نہیں تھا۔ جب پیاس کی شدت ہو جائے اور جسم نڈھال ہو جائے تو کھانے کی خواہش ہی باقی نہیں رہتی۔ ہاتھیوں نے پاؤں سے گڑھے نکالے، کنویں نکالے جس حد تک بھی ہاتھی کو استطاعت ہے اور کافی گہرا گڑھا کھود دیتا ہے۔ اور اُن کے نکالے ہوئے کنوؤں سے ملی جُلی چھوٹی چھوٹی جانوروں نے پانی پیئے۔ یہاں تک کہ پھر انسان وہاں پہنچتے رہے۔ وہ پانی بھی خشک ہو گیا۔ اور کوئی قوم حرکت میں نہیں آئی۔ نہ رُوس کو خیال آیا کہ اس طرح انسانیت بھوکوں مر رہی ہے۔ نہ امریکہ کو خیال آیا نہ یورپ کی قومیں جاگیں۔ اب افریقہ میں ایک حصے میں صرف یعنی ایتھوپیا میں جو بھوک پڑی ہے تو اچانک یہ بیدار ہو گئے۔ وجہ یہ ہے کہ وہاں ان کی سیاسی کشمکش چل رہی ہے۔ دونوں گروہ یعنی

مشرق اور مغرب کی طاقتیں

ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ اُن کو پتہ ہے کہ آج جو اُن کا پیٹ بھرے گا وہ اُسی کے غلام ہو جائیں گے۔ اُس کے ساتھ اس کے سیاسی روابط بڑھ جائیں گے۔ تو جب مغرب کو یہ پتہ چلا کہ رُوس نے کثرت کے ساتھ ٹرک بھجوانے شروع کر دیئے ہیں اور کچھ گندم کے ذخائر بھجوانے لگے ہیں تو اچانک ان کی وہاں ہمدردی انسانی ہمدردی جاگ گئی۔ اور بڑی تیزی کے ساتھ وہاں ایک دوسرے سے انہوں نے دَوڑ شروع کر دی۔ اور دوڑ کا آخری مقصد یہ ہے کہ اس ساری قوم کو ہم اپنا غلام بنائیں بجائے اس کے کہ کوئی اَور غلام بنائے۔ اُس کے ساتھ چاڈ بھی ہے۔ وہاں بھی بھوکوں لوگ مر رہے ہیں۔ اس کا کوئی خیال نہیں آرہا۔ اور دیگر ممالک بھی ہیں۔ تو اس لئے قرآن مجید کی یہ عجیب عظمت ہے کہ ایک چھوٹے سے فقرے میں آئندہ زمانے میں پیدا ہونے والے حالات کا ذکر فرما دیا۔ اور وہ بنیادی بات بیان کر دی جس کے نتیجے میں ظاہری نیکیاں حقیقی اور گہری نیکیوں سے ممتاز ہو جایا کرتی ہیں۔

ایک فاقہ اہلِ مکہ پر بھی پڑا تھا جو شدید دُشمن تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے۔ جب اُن کو گندم کی ضرورت پڑی تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ جو قافلے ان کے گندم لینے کے لئے شام کی طرف جاتے ہیں اُن پر کوئی حملہ نہیں کرنا۔ کیونکہ آج انسان بھوک میں مبتلا ہے۔ چنانچہ یہ

فرق ہے بنیادی

وہاں ایک نیکی ہے غلامی سے آزاد کرنے والی نیکی۔ ایک نیکی ہے غلام بنانے والی نیکی۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ دو راستے کھلے ہیں انسان کے لئے۔ اگر اُن کو نیکیوں کا سلیقہ نہیں تھا تو میرے وہ بندے جن کو میں نے نیکیوں کے سلیقے سکھائے ہیں اُن سے پوچھ لیتے۔ اُن سے معلوم کرتے کہ نیکی کا نور کیا ہے۔ یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے غلاموں سے پوچھتے فَكُّ رَقَبَةٍ اَوْ اِطْعَامٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ يَّتِيْمًا

مَتْرَبَةٍ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ــــ فرمایا اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ۔ کھانا ایسے زمانے میں کھلانا جبکہ بھوک عام ہو۔ یہ ہے بھوک عام ہونے کا وقت۔ اس سے مراد صرف یہ نہیں ہے کہ کسی اور جگہ بھوک عام ہو۔ مراد یہ ہے کہ ہم لوگ تو ہیں جو خود آسائش میں ہیں۔ اور وہ کھانا دیتے ہیں، جب ان کو ضرورت نہ ہو۔ اور کچھ خدا کے وہ بندے بھی ہیں جبکہ خود بھوک کا شکار ہو رہے ہوتے ہیں۔ خود فاقوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ خود ان کو ضرورت ہوتی ہے۔ اس وقت وہ دوسروں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ یہ ہے عَقَبَه یعنی یہاں بیٹھے سرپلس فوڈ (SURPLUS FOOD) بے شمار کھانا بچا ہوا ہے اور یہ مسئلے درپیش ہیں کہ اس کھانے کا کریں کیا۔ اگر مارکیٹ میں پھینکیں تو اقتصادی حالات بگڑ جاتے ہیں۔ گوشت سستا ہو جائے تو گوشت پیدا کرنے والی سارن سنیٹیں یعنی سارے نظام پر بُری طرح اثر انداز ہوتا ہے۔ اگر انڈا سستا ہو جائے تو چیتے انڈے بنانے کے لئے مختلف فارمز ہیں مرغیاں پالنے والے وہ سارے کے سارے اس قدر بعض دفعہ بُری طرح متاثر ہوتے ہیں اقتصادی لحاظ سے کہ کچھ دن انڈا زیادہ رہتا ہے پھر اس کے بعد ایسا مارکیٹ سے غائب ہو جاتا ہے کہ پھر سنبھالا نہیں جاتا۔ تو آج کل کے دور میں یورپ میں اس وقت حالت یہ ہے کہ کھانا اتنا کثرت سے پیدا کر چکے ہیں کہ اب یہ سوچ رہے ہیں کہ کھانے کو کم کس طرح کریں۔ اور دودھ کھانا یہاں ROT کرتا رہا ہے۔ یہ آج کی بات نہیں ہے پچھلے سال بھی یہ مسئلہ تھا۔ اُس سے پچھلے سال بھی یہ مسئلہ تھا۔ اُس سے پچھلے سال بھی یہ مسئلہ تھا۔ گوشت زیادہ ہوا ہوا ہے، انڈے زیادہ ہوئے ہوئے ہیں۔ خوراک کی دوسری چیزیں بڑھ گئی ہیں ان کے استعمال کی طاقت سے۔ اور اہلِ حبشہ یہ کہتے ہیں اور ان کے ایک وزیر نے بیان دیا ہے کہ تم آج جو ہماری طرف اب دوڑ رہے ہو جب کہ حالت یہ ہے کہ

خطرات اتنے بڑھ چکے ہیں

کہ اب تم لاکھ ایک دوسرے سے دوڑ بھی لگاؤ تو لکھو کھہا انسان تمہاری آنکھوں کے سامنے بھوک سے مر جائیں گے۔ اور کوئی ان کو بچا نہیں سکتا۔ کیونکہ ذرائع آمد و رفت نہیں ہیں۔ حالات ملک کے ایسے ہیں کہ ان صحراؤں میں یہ اس تیزی سے پہنچ بھی نہیں سکتے۔ اور نہ اس تیزی سے وہاں تقسیم کر سکتے ہیں۔ وہاں جو انتظامی مشینری ہے وہ بھی مکمل نہیں ہے۔ تو صرف کھانا اب تم پہنچانے آئے ہو۔ اُن کا یہ بیان آیا اور ہم پر احسان چڑھا رہے ہو۔ تمہیں علم تھا، انہوں نے حوالے دیئے ہیں۔ اُن وزیر نے کہ تمہاری UNITED NATION میں دو سال پہلے یہ پیشگوئی تھی کہ فلاں جگہ فلاں وقت میں بہت شدید قحط پڑنے والا ہے۔ کثرت سے لوگ فلاں فلاں مریں گے۔ اور دوسرے ممالک کے متعلق بھی تھی۔ اور تم چُپ کر کے بیٹھے رہے۔ اور اب جبکہ سیاسی دوڑ شروع ہوئی ہے تو ایک دوسرے پر سبقت لے جا رہے ہو۔

اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ایسے وقت میں خدا کے کچھ بندے بھی کھانا کھلاتے ہیں۔ خدا کے کچھ بندے ایسے وقت میں بھی کھانا کھلاتے ہیں جبکہ خود وہ فاقوں کا بھی شکار ہو رہے ہوتے ہیں۔ خود اُن پر مالی تنگی پڑ رہی ہوتی ہے۔ اُن کے حالاتِ اقتصادی ان کو بظاہر اجازت نہیں دیتے کہ وہ دوسروں پر خرچ کریں۔ ایسے عام حالات میں وہ پھر بھی خدا کی خاطر آگے بڑھتے ہیں۔ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا۔ ایک اور جگہ فرمایا اُس وقت جبکہ کھانے سے محبت ہو جاتی ہے انسان کو فاقہ کشی کی وجہ سے۔ عام طور پر کھانا سب کو عزیز ہے۔ لیکن جب عام ملتا ہو تو اس سے محبت نہیں ہوا کرتی۔ لیکن جب غائب ہونا شروع ہو جائے کھانا تو اس سے محبت ہو جاتی ہے۔ اس لئے لوگ کہتے ہیں کہ فلاں وقت جو مزا آیا تھا دال روٹی کا ویسا پھر کبھی مزا نہیں آیا۔ اس لئے کہ

بھوک کا شکار

ہوتے ہیں۔ شکار کے ذریعے یا کسی اور پکنک کے ذریعہ یا ویسے ہی بعض حالات کے نتیجے میں وقتی طور پر کھانا میسر نہیں آتا۔ اور ایک آدمی جو کھانے کا عادی ہے باقاعدہ، اس کو اتنی بھوک لگتی ہے اتنی بھوک لگتی ہے کہ ترس جاتا ہے کھانے کو۔ اُس وقت اُس کو کھانے سے محبت ہو جاتی ہے۔ تو فرمایا يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا جب محبت ہو چکی ہوتی ہے، کھانے سے عشق ہو جاتا ہے انسان کو اُس وقت بھی وہ خدا کی خاطر دوسروں کو دے رہے ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہی نقشہ ہے اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ۔ اُس وقت وہ کھانا کھلاتے ہیں، جب کہ بھوک عام ہو جاتی ہے۔ يَتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ۔ ایسے یتیم کو بھی کھانا کھلاتے ہیں جس کے پوچھنے والے لوگ موجود ہیں۔ اور یہ خیال نہیں کرتے کہ اُس کے ساتھ اس کے تعلقات ہیں۔ وہ زیادہ ذمہ دار ہیں اس بات کے کہ وہ اس کو کھانا کھلائیں۔ يَتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ کا عام معنیٰ تو یہ لیا جاتا ہے کہ اپنے عزیز یتیموں کو۔ لیکن خدا نے تو کہیں ضمیر اُن کی طرف نہیں پھیری یہاں۔ یہ تو

کلامِ الٰہی کی شان

ہے کہ اس مضمون کو کھول دیا۔ اور وسعت عطا فرما دی۔ يَتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ کا مطلب ہے کوئی یتیم جس کے کوئی بھی قریبی ہوں۔ چنانچہ اسی مضمون کو جب آپ قوموں کی شکل میں اطلاق کرتے ہیں تو یہ منظر ...... سامنے آتا ہے کہ بعض قومیں بعض کی دوست ہوتی ہیں وہ ان کا سہارا اور ولی ہوتے ہیں۔ اور بعض قومیں ہیں جو بے چاری بے سہارا ہو جاتی ہیں۔ اُن کا کوئی دوست نہیں ہوتا سیاسی۔ تو ایسی قومیں جن کے سیاسی دوست بھی ہوتے ہیں۔ اگر وہ خدا والی قومیں ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسی صورت میں وہ یہ انتظار نہیں کریں گے کہ اُن کا فلاں دوست ہے اُسی سے کیوں نہیں کھانا لیتے۔ رُوس سے تعلقات ہیں اور روٹی لینے ہمارے پاس آ گئے ہیں۔ جو خدا کے بندے ہیں وہ یہ نہیں دیکھا کرتے۔ اُن کو صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے بندے ہیں اور تکلیف میں مبتلا ہیں۔ اس لئے وہ ان کی خدمت شروع کر دیتے ہیں۔ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ۔ اور ایسے لوگ یا ایسی قومیں بھی ہوتی ہیں جو پراگندہ حال خاک آلود مسکین جن کو پوچھنے والا کوئی نہ ہو۔ مثلاً نائیجر ہے۔ مثلاً چاڈ ہے آج کل، یا اور شمالی افریقہ کے بعض ممالک کے جنوبی حصے خصوصیت کے ساتھ۔ بہت ہی شدید تکلیف میں مبتلا ہیں لیکن ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔ ان کو بھی وہ کھانا کھلاتے ہیں۔

ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ پھر ایک اور تعریف یہ بیان فرمائی کہ جو لوگ عَقَبَه کی طرف حرکت کرتے ہیں۔ بلندی کی طرف یعنی

نیکیوں میں سے اعلیٰ نیکی

کو پکڑتے ہیں۔ اور ظاہری دکھاوے کی نیکی کو چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ بلندی پر چڑھتے چڑھتے خدا تک پہنچ جایا کرتے ہیں۔ کیونکہ سچی نیکی لازماً انسان کو خدا تک لے جاتی ہے۔ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا، اور یہ صفت ہے

ایسے رنگ میں جو گزشتہ صفات کے اُوپر ایک نگران کے طور پر مقرر ہو گئی ہے۔ یہ صفت بتاتی ہے کہ پہلی صفات حقیقی رنگ میں موجود تھیں یا نہیں۔ اگر یہ نصیب ہو جائے تو یقین جانو کہ تمہاری نیکی سچی تھی۔ اور یہ تمہاری طرف حرکت کر رہی تھی۔ اگر تمہیں ایمان نصیب نہیں ہوتا نیکیوں کے نتیجے میں اور کنارے کنارے پر رہتے ہو تو اُن نیکیوں کی کوئی بھی حقیقت نہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ آنحضور صلے اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کی خدمت میں ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جب میں مشرک تھا بے دین تھا اُس وقت بھی میں نیکی کیا کرتا تھا۔ اُس وقت بھی مجھے غریبوں سے محبت تھی۔ اس وقت بھی میں یتیموں کو کھانا کھلایا کرتا تھا۔ تو کیا وہ میری ساری نیکیاں ضائع چلی جائیں گی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم نے فرمایا، کیا کہہ رہے ہو۔ یہ اسلام اُنہی نیکیوں کا ہی تو انعام ہے۔ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا پھر خدا ایسے بندوں کو بے دست و پا نہیں چھوڑتا۔ بے سہارا نہیں رہنے دیتا۔ اُن کو ایمان نصیب کرتا ہے۔ فرمایا، یہ وہ لوگ ہیں جو اس بات کے حقدار ہیں اور اسی بات پر مامور کئے جاتے ہیں وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ۔ کہ وہ صبر کی تلقین کریں دوسروں کو اور مرحمت، رحمت کی تلقین کریں۔

اب

صبر کی تلقین کرنے والے

بھی دو قسم کے ہیں۔ وہ جن کے پیٹ بھرے ہوں۔ جنہوں نے قربانیوں میں حصہ نہ لیا ہو۔ وہ خالی بیٹھے صبر اور رحم کی تلقین کر رہے ہوں۔ اس کی حیثیت ہی کوئی نہیں۔ اور کچھ وہ لوگ جو دوسروں کی خاطر دوسروں کے دکھ بانٹنے کے لئے اپنے آپ کو مشکلات میں ڈال دیتے ہیں اُن کے منہ سے جو صبر کا کلمہ نکلتا ہے وہ سچا کلمہ ہے۔ اُن کے اندر طاقت ہوتی ہے، وہ اس بات کے حقدار ہیں، شان رکھتے ہیں یہ کہ وہ دوسروں کو کہیں کہ ہاں تم صبر کرو۔ دیکھو تمہاری خاطر ہم نے بھی تمہارے دکھ بانٹے۔ ہم بھی تمہارے ساتھ شامل ہوئے۔ اور پھر ان غریبانہ حالتوں کو نفرتوں میں نہیں بدلتے۔ میں نے جیسا کہ بیان کیا تھا کہ آئندہ زمانے کی سیاسی پیشگوئیاں بھی اس میں موجود ہیں۔

وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ۔ باوجود اس کے کہ اس وقت غریب اس حالت میں ہوتا ہے کہ اگر اس کو انگیخت کیا جائے تو وہ امیروں کے خلاف اُٹھ کھڑا ہو۔ اور بڑی بڑی قوموں کے خلاف نفرتیں پھیلائی جا سکتی ہیں اُن لوگوں کے دلوں میں۔ لیکن خدا کے بندے جو عَقَبَہ پر جانے والے ہیں وہ خدا کے بندوں کے خلاف صبر کی تلقین تو کرتے ہیں مشتعل ہونے کی تلقین نہیں کرتے۔ یہ ہے مقام حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے غلاموں کا۔ پس جب مجھے یہاں کے بعض دوستوں نے بھی توجہ دلائی۔ لیکن اس سے پہلے ہی میں سوچ رہا تھا کہ افریقہ کے لئے بھی تحریک کروں۔ تو بعض دوستوں کے خطوں سے مجھے خیال آیا کہ وہ سمجھ نہیں رہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ چنانچہ ایک صاحب نے تو از خود ہی ان کو چندہ دے دیا ابی سینیا کے لئے۔ ان کو میں نے جواب میں یہ لکھا کہ

اَلْإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهٖ۔

امام تو ڈھال ہوتا ہے۔ اس سے پیچھے رہ کر لڑنا چاہیئے۔ تم نے جلد بازی کی ہے مجھے خود احساس ہے، تم سے زیادہ احساس ہے کہ کیا ہو رہا ہے

ساری دُنیا کی ضرورتیں میرے پیش نظر ہیں

اسلام کی ساری ضروریات پیش نظر ہیں۔ اور تمہارے لکھنے سے پہلے میں فیصلہ کر چکا تھا کہ تمہیں ساری بات سمجھا کر پھر تحریک کروں گا۔

جہاں تک جماعت کی استطاعت کا تعلق ہے اس میں تو کوئی شک نہیں کہ ساری جماعت اپنی ساری دولت بھی لُٹا دے تو اس وقت جو بھوک کا دن آگیا ہے اس کو دُور نہیں کر سکتی۔ آٹے میں نمک کے برابر بھی ہمارے لئے ہمارے اندر توفیق نہیں کہ ہم ان لوگوں کی تکلیف دُور کر سکیں۔ لیکن اس وقت ایک میدان خالی ہے جہاں يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ موجود ہے یا مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ بھی موجود ہے۔ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ چاڈ کے فرانس سے تعلقات ہیں وہ کیوں لیبیا سے تعلقات میں قربانی کیوں نہیں دیتا ان کو۔ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ نائیجر کا فرق ہی کوئی نہیں پڑتا عقیدۃً بھوکوں مر جائیں۔ ان سے کیا فرق پڑتا ہے۔ نہ وہ اس طرف کے نہ وہ اُس طرف کے۔ تو مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ بھی وہاں موجود ہے۔ چنانچہ پیشتر اس کے کہ میں تحریک کرتا میں نے تمام افریقہ کے مبلغین کو یہ لکھوایا ہوا ہے کہ آپ پوری طرح جائزہ لیں کہ کس طرح ان غریبوں کی مدد جماعت کر سکتی ہے۔ کونسا بہترین ذریعہ ہے اور اس میں مسائل کیا درپیش ہوں گے۔

صرف ایک ایسی چیز ہے کہ اگر ہم پیدا کرنے کی کوشش کریں اپنے لئے تو ہمارے سارے وسائل کام آ جائیں گے۔ لیکن ہم نہیں کر سکیں گے۔ لیکن اس سے قطع نظر ہمیں اپنے دل کا اطمینان ہونا چاہیئے۔ میں جو تحریک کر رہا ہوں وہ اس وجہ سے کر رہا ہوں کہ قطع نظر اس کے کہ کام ہماری طاقت سے بڑھ کر ہے۔

ہماری نیت یہ ہونی چاہیئے

کہ ہم اپنے رب کے حضور اپنے ضمیر کو مطمئن پائیں۔ ہمارے دل میں یہ تسکین ہو کہ ہم بھی اُن لوگوں میں شامل تھے جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے۔ شدید مشکلات میں مبتلا تھے۔ اپنے وطنوں میں احمدی بے وطن ہو رہے تھے۔ اُن کے اقتصادی ذرائع پر قدغنیں لگائی جا رہی تھیں۔ اُن کو ہر طرح بدحال اور مفلوک الحال کیا جا رہا تھا۔ اُن پر دنیا کو مسلمان بنانے کی ذمہ داریاں تھیں۔ اُن کو بے شمار میدانوں میں دنیا پر خرچ کرنا تھا۔ تنظیموں پر خرچ کرنا تھا۔ مساجد پر خرچ کرنا تھا۔ تبلیغ کے نئے سے نئے رستے کھلتے چلے آ رہے تھے۔ اور ہر آواز پر وہ اپنی ساری طاقتیں خرچ کر کے اپنی طرف سے جیبیں خالی کر چکے تھے۔ اُس وقت خدا کی نظر یہ دیکھے گی اور دیکھ رہی ہے کہ اس جماعت کو جب تحریک کی گئی کہ آج بھوک کے دن کو مٹانے کے لئے بھی کچھ نہ کچھ پیش کرو تو وہ ضرور کچھ نہ کچھ پیش کرنے والے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے۔ اور یہ اللہ کا احسان ہے کہ اُس نے ہمیں اُن لوگوں میں سے بنایا ہے قطع نظر اس کے کہ وہ مسلمان ہیں یا غیر مسلم، ہمارے دوست ہیں یا دشمن ہیں احمدیت کے۔ جہاں بھی تکلیف ہوگی وہاں جماعت احمدیہ ضرور تکلیف کو دُور کرنے کی کوشش کرے گی۔ چنانچہ ابھی کراچی میں

گزشتہ کچھ عرصہ پہلے

جب بہت خطرناک بارش ہوئی اور بہت ہی زیادہ تکلیف پہنچی ہے غریب گھرانوں کو تو احمدی عورتیں لجنہ کی جو کچھ اُن کے بس میں تھا کوئی کمبل کوئی کپڑے کوئی کھانا لے کر غریبوں کے گھر پہنچیں اور خدمت شروع کی۔ اور کوئی تبلیغ کی نیت نہیں تھی۔ نہ کوئی ارادہ نہ اس خیال سے وہ وہاں گئیں۔ صرف تکلیف دُور کر رہی تھیں۔ تو بعض احمدی بہنوں نے جو مجھے واقعات لکھے ہیں حیرت انگیز ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ بعض لوگ ممنون ہو کر ہمارے پیچھے پڑ گئے کہ تم ہمیں بتاؤ کہ تم کون لوگ ہو۔ اور کیوں آئے ہو۔ انہوں نے کہا ہم نہیں بتانا چاہتے۔ تمہیں تکلیف ہوگی۔ اور اگر ہم نے بتا دیا تو ہو سکتا ہے تم ہم سے لینا بند کر دو۔ تم اپنی ضرورت پوری کرو۔ تمہیں اس سے کیا غرض ہے

اسما کیون ... کیا دعا ... اس پر وہ کہتے ہیں کہ عجیب نظارہ ہے ہم نے دیکھے ... کہ دیکھو ہم یہ جانتے ہیں کہ اس بھرے پاکستان میں اور کسی کو خیال نہیں آسکتا ... تو نہیں۔ تمہارے دل پر بیتی ہے اور کسی اور کے دل پر نہیں بیتی۔ تم نے ہمارا دکھ محسوس کیا ہے کسی اور نے محسوس نہیں کیا۔ تو ہم تمہاری پیشانیوں سے پہچانتے ہیں۔ تم چھپاؤ یا جو چاہے کرو۔ ہمیں تو پتہ لگ گیا ہے کہ تم کون ہو۔ چنانچہ مجبوراً پھر اُن کو بتانا پڑا۔ تو

جس قوم نے مظالم کی حد کر دی تھی

جس کو تکلیف پہنچی ہے یا آئندہ پہنچے گی تو تب بھی اِنشاء اللہ تعالیٰ جماعتِ احمدیہ ہمیں پیش ہوگی۔ اور جہاں تک جیبوں کا تعلق ہے یہ نہ میں نے بھری تھیں، نہ آپ نے بھری ہیں۔ اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے۔ اور اپنے راہ میں خرچ کرنے والوں کا نقشہ یہ کھینچا ہے وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔ ہم نے جو اُن کو عطا کیا اُس سے وہ خرچ کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور جتنا وہ خرچ کرتے چلے جاتے ہیں ہم عطا کرتے چلے جاتے ہیں۔ یعنی ایک سلسبیل ہے، ایک جاری سلسلہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔ ایک طرف سے پانی بہہ رہا ہے لیکن بہنے کے سوراخ تو چھوٹے ہیں۔ کیونکہ انسانی ہاتھوں کے بنائے ہوئے ہیں۔ اور ایک طرف سے پانی آرہا ہے اور وہ آسمان کا سوراخ ہے جو خدا کے ہاتھوں کا بنایا ہوا ہے۔ اس لئے ناممکن ہے کہ آنے والی راہ نکلنے والی راہ سے چھوٹی ہو جائے۔ ایک جاری مضمون ہے مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔ ہمیشہ ایسا ہوتا چلا جاتا ہے۔ پس جماعت احمدیہ کو تو ... بات کا کوئی خوف نہیں، جتنی توفیق ہوگی ہم اتنا ضرور دیں گے۔ اور صرف نہیں کریں گے ... کی ضرورت پوری کرنے کی کوشش کریں۔ بلکہ جس طرح ہم نے افریقہ میں پہلے سے ہی پروگرام شروع کر دیا ہے اُن کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کی ہم نے کوشش کرنی ہے۔ یہ آتے ہیں فقیروں کی طرح تقسیم کرکے چلے جاتے ہیں۔ اور یہ نہیں دیکھتے کہ اُن کو زراعت میں تعلیم دینے کی ضرورت ہے۔ ان کو

زراعت میں خودکفیل کرنے کی ضرورت

ہے۔ اس معاملے میں وہ بالکل بے خبر اور بے پروا ہوتے ہیں۔ تاکہ وہ ہماری محتاج رہیں قومیں۔ اور جب احتیاج ہو تو پھر ہماری طرف دوڑیں۔ تو ہم نے افریقہ میں ایک اسکیم شروع کی تھی۔ اللہ کے فضل سے بہت کامیاب رہی ہے اور ساری قوم نے اس کو اُمید کی نظروں سے دیکھنا شروع کر دیا ہے۔ ایک ہزار ایکڑ کا فارم لے کر اگرچہ پہلے سال شدید نقصان ہوا۔ پھر میں نے کہا جاری رکھیں۔ کوئی پروا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر ہم کر رہے ہیں۔ وہ خود فضل کرے گا۔ چنانچہ اِس دفعہ رپورٹ یہ آئی ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر فصل بہت ہی اچھی ہوئی ہے۔ اور نہایت کامیاب ہو رہی ہے۔

اسی طرح نائیجیریا کو ہم نے خودکفیل بنانے کے طریق سکھانے شروع کر دیئے ہیں۔ ہم سمجھا تو سکتے ہیں بہرحال۔ اور حتی المقدور کوشش بھی کرسکتے ہیں۔ اس لئے باقی ممالک میں بھی ہم اسکیم کو عام کریں گے۔ اور احمدی بعض وقف کرکے گئے ہیں وہاں اسی نیت سے۔ جنہوں نے اُن کو کام سکھانے کی نیت کی ہوئی ہے اُن کی خاطر وہ بڑی مشکلات میں مصیبتوں میں پڑ کر وہ اللہ کے فضل سے دن رات محنت کر رہے ہیں اور آہستہ آہستہ سلیقہ دے رہے ہیں اُن کو۔ اُن کو بالکل علم نہیں تھا کہ چاول کس طرح لگایا جاتا ہے۔ گندم کس طرح لگائی جاتی ہے۔ سب چیزوں سے وہ نابلد تھے۔ تو یہ اللہ کا احسان ہے کہ وہ ہمارے لئے نیکیوں کی راہیں کھول رہا ہے۔ اور نیکیوں کی راہوں میں ہمیں آگے سے آگے بڑھاتا چلا جا رہا ہے۔ ان فصلوں کو

جب ہم دیکھتے ہیں تو پھر ان کے دیئے ہوئے دکھ، ان کی گندی گالیاں، ان کی لغو باتیں ان کے فضول قصے بالکل حقیر اور بے معنی دکھائی دیتے ہیں۔ اس وقت دل حمد سے بھر جاتا ہے۔ اور اللہ کے حضور حمد و شکر سے بھر کر آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔ اور یہ عرض کرتی ہیں اپنے رب سے کہ ؎

ہیں تیری پیاری نگاہیں دلبرا اِک تیغ تیز
"جن سے کٹ جاتا ہے"
—یا— جس سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غمِ اغیار کا

خدا کے فضل اِس کثرت سے نازل ہو رہے ہیں

اور ہر جگہ نازل ہو رہے ہیں۔ آپ باوجود اِس علم کے کہ ہو رہے ہیں پھر بھی تصور نہیں کرسکتے کیونکہ آپ کو ساری اطلاعیں اِس کثرت سے نہیں آرہیں جس طرح مجھے آتی ہیں۔ کوئی جاپان سے خط آرہا ہے۔ کوئی پاکستان سے خط آرہا ہے۔ کوئی افریقہ کے ممالک سے خط آرہا ہے۔ کوئی ہندوستان سے آرہا ہے۔ گاؤں کے گاؤں احمدی ہوتے چلے جارہے ہیں۔ ایسی تیزی آگئی ہے تبلیغ میں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ انگلستان بھی جاگ رہا ہے اللہ کے فضل سے۔ پہلے میں نے آپ کو خوشخبری دی تھی، ایک جوڑا نہایت ہی سلجھا ہوا مخلص انگریز میاں بیوی کا نوجوان جوڑا ہے۔ وہ اللہ کی طرف سے نشان دیکھ کر احمدی ہوا ہے۔ اُسی جگہ سے یعنی یارک سے اب کل رات مجھے چٹھی ملی ہے کہ ایک اور خاتون احمدی ہوئی تھیں کچھ عرصہ پہلے۔ وہ ایک اور خاتون کو ساتھ لانے لگیں۔ اور کل انہوں نے ایک بہت زبردست تبلیغی پارٹی کی ہوئی تھی۔ بڑا ہی خدا کے فضل سے اُن کو جنون ہے تبلیغ کا۔ ڈاکٹر سعید اور سلمیٰ سعید اُن کی بیگم ہیں۔ تو اسی آدمی قریباً بلائے ہوئے تھے۔ اڑھائی گھنٹے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں تبلیغ کا موقع ملا۔ اور کثرت سے پہلے کئی دن دُعائیں کرتے رہے کہ اللہ! ہمیں تو علم نہیں ہے تو ہمیں روشنی عطا فرما، حکمت عطا فرما۔ ہماری زبان کھول۔ تو سلمیٰ سعید لکھتی ہیں کہ میں حیران ہو رہی تھی کہ مجھے جواب کیسے آرہے ہیں۔ اور کس طرح میری زبان چل رہی ہے خود بخود، یہاں تک کہ کثرت سے فون آنے شروع ہوئے کہ اب ہمیں پتہ چل گیا ہے کہ

تمہارا اِسلام سچا ہے

اور باقی سب جو قصے ہیں فرضی باتیں ہیں۔ بعض لوگوں نے کہا کہ ہمیں تو نفرت تھی اِسلام کے نام سے۔ یہ جو مُلّا اِزم اسلام پیش کر رہا ہے۔ جس قسم کے تنگ نظر وہ اسلام کی طرف منسوب کرکے پیش کرتے ہیں۔ جس قسم کا تمہارے رسُول کا تصور انہوں نے بنایا ہوا ہے۔ انہوں نے بتایا اِن کو سلمیٰ سعید کو کہ ہم تو دن بدن نفرتوں سے بھر رہے تھے۔ آج ہمارے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہوگئی ہے۔ بعضوں نے دُعا کے لئے کہا کہ دُعا کرو اب ہمیں اللہ جلد ہدایت نصیب کرے۔ اور ایک لڑکی جس کا میں نے ذکر کیا ہے اس نے کہا کہ میں نے تو بیعت کرنی ہے ابھی۔ جو ساتھ لے کے آئی تھی اُس نے کہا کہ بی بی! ابھی بیعت نہ کرو۔ کچھ اور سوچ لو۔ ابھی تو تم نئی ہو۔ اُس نے کہا تمہیں نہیں پتہ کیا بات ہے۔ میں نے چند دن ہوئے ایک خواب دیکھی اور اُس خواب میں ایک موسیٰؑ کا ذکر تھا اور ایک کفن کا ذکر تھا۔ عصائے موسیٰؑ اور اُس کا جیت جانا۔ اور ایک کفن کا ذکر تھا یعنی مسیحؑ کا کفن تھا۔ اور مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ خواب کیا ہے۔ جب یہ سلمیٰ سعید سوال کا جواب دے رہی تھیں تو جو الفاظ اِن کے مُنہ سے نکلے بعینہٖ وہی خواب میں مجھے بتائے گئے تھے۔ اور کفن کا جو ذکر انہوں نے کیا ہے وہی ذکر خواب میں چل رہا تھا۔ اب تو میں ایک منٹ بھی نہیں رہ سکتی۔ چنانچہ واپس جا کر گھر پھر انہوں نے فون کیا۔

انہوں نے کہا بیحد بیقرار ہوئی ہوں مجھ سے ابھی بیعت لو۔ چنانچہ انہوں نے پھر بلایا بیعت اُن کی لی اور خدا کے فضل سے مجھے رات ہی بھجوا دی گئی بیعت۔
جرمنی میں خدا کے فضل سے ستر سے اوپر احمدی ہو چکے ہیں۔ اب اللہ کے فضل سے تازہ اطلاع ملی ہے۔ اور

رُجحان بڑھ رہا ہے

دن بدن ہندوستان میں میں نے جیسا کہ بیان کیا گاؤں کے گاؤں بعض علاقوں میں احمدی ہو رہے ہیں۔ کل ایک خط آیا کہ وہاں جب خبریں ملیں احمدیت کے پھیلنے کی تو دور دراز سے بڑے بڑے علماء پہنچے نفرتیں پھیلانے کے لئے اور اُن لوگوں کو علماء کو گاؤں والوں نے نکال دیا۔ انہوں نے کہا ہمیں تمہارا اسلام نہیں چاہیئے تم نفرتیں لے کے آئے ہو تم گالیاں لے کر آئے ہوئے ہو۔ انہوں نے تو ہمیں زندہ کر دیا ہے۔ انہوں نے تو ہمیں خدا کا پیار عطا کیا ہے۔ تم کیا باتیں کرتے ہو۔ یہ کس طرح جھوٹے ہو گئے جو خدا کی باتیں اور رسول کی باتیں کرتے ہیں جنہوں نے ہمیں اللہ کی محبت سکھائی جنہوں نے ہمیں نماز روزہ بتایا اور تم ہمیں آ کے ان کے خلاف گالیاں دے کہ ان سے بدظن کرنا چاہتے ہو تمہارا ہمارے سے کوئی تعلق نہیں بعض لوگوں گاؤں والوں نے ان سے کہا (وہ ہندو۔ علاقہ تھا) کہ جب ہندو ہمیں ہندو بنا رہے تھے ہماری تہذیب تباہ ہو رہی تھی اُس وقت تمہارا اسلام کہاں سویا ہوا تھا۔ تمہیں کوئی خیال نہیں آیا کہ علاقوں کے علاقے ایسے پڑے ہوئے ہیں ہندوستان میں جہاں ہندو کلچر مسلمانوں کو تباہ کر رہی ہے۔ اور دن بدن ان کو اسلام سے متنفر کر کے خاموشی کے ساتھ ہندوازم کی طرف واپس لے جا رہی ہے۔ اُس وقت تمہارے کانوں پر جوں نہیں رینگی۔ اور اب جب کہ احمدی یہاں پہنچے ہیں ہمیں اسلام سکھانے کے لئے اور مقابلہ سکھانے کے لئے غیروں سے تم اب آ گئے ہو کہ ان کو چھوڑ دو
افریقہ میں جو سکیم تھی صد سالہ۔ اُس کے تابع ہم نے بعض ممالک کے سپرد بعض ممالک کئے تھے۔ جہاں کوئی بھی احمدی نہیں تھا اور یہ فیصلہ تھا کہ اللہ کے فضل کے ساتھ ہر ملک

سو سالہ جوبلی کے تحفے کے طور پر

دو یا تین ملک ایسے خدا کے حضور پیش کرے کہ جہاں پہلے احمدیت نہیں تھی چنانچہ افریقہ کے ایک ملک کے متعلق پہلے بھی اچھی خبر آئی تھی اب کل پھر اطلاع ملی ہے غانا کے سپرد کیا گیا تھا کہ خدا کے فضل سے وہاں دیہات کے دیہات احمدی ہوئے ہیں۔ اور اب ان کی طرف سے مطالبہ آیا ہے کہ فوراً آ کر ہمارے اندر جماعتیں قائم کرو ہمیں نظام سکھاؤ اور اللہ کے فضل سے رجحان ایسا تیزی سے پھیل رہا ہے کہ وہ کہتے ہیں ہمیں فوری طور پر وہاں مبلغ مقرر کرنے کی ضرورت ہے چنانچہ ان کو میں نے لکھا ہے جائیں آپ خود جائیں تنظیم قائم کریں اور آگے پھر اس کو سنبھالیں خدا کی دین ہے وہ تو نہیں رُکنی۔ جتنا یہ روک رہے ہیں اتنا ہی خدا کھولتا چلا جا رہا ہے ہماری راہیں جتنا یہ ہمارے رزق پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں اتنا ہی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے چندوں میں برکت ڈالتا چلا جا رہا ہے۔ جتنا یہ گندی گالیاں ہمیں دیتے ہیں اتنا ہی اللہ تعالیٰ ہمیں روحانی وجود بناتا چلا جا رہا ہے جتنا یہ متنفر کرتے ہیں ہمارے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے اتنا ہی زیادہ عشق بڑھتا چلا جا رہا ہے اور اُسی کثرت سے احمدی درود بھیج رہا ہے جتنا یہ مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دیتے ہیں اتنا زیادہ احمدیوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت موجیں مار رہی ہے۔

یہ دو الگ الگ واقعات رونما ہو رہے ہیں

ایک مغضوب علیہم اور ضالّین کی راہ ہے جو پہچانی جاتی ہے۔ چنانچہ وہ کام جو ہماری تربیتی منتظمیں کبھی بھی نہیں کر سکتی تھیں وہ کام خود بخود خدا کی تقدیر بظاہر فرما رہی ہے اس کثرت سے اطلاعیں ملتی ہیں ایسے احمدیوں کی جو قریباً بے دین ہو کے کنارے پر کھڑے تھے یا بے تعلق تھے۔ یا نمازوں میں سست تھے۔ کوئی دین کی محبت ان میں نہیں تھی یا چندے ادا نہیں کرتے تھے۔ ان کی چٹھیاں پڑھتا ہوں میں تو آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ خدا کی حمد سے دل کس طرح بھرتا ہے اور کس طرح آنکھیں اللہ کے حضور شکر کے آنسو بہاتی ہیں۔ ٹھیک ہے بہت گند بکنے والے لوگ ہیں اس دنیا میں۔ ٹھیک ہے بہت دُکھ دیئے ہیں لیکن ان انعامات کو بھی دیکھیں کہ اُس کے مقابل پر خدا کیا سلوک کر رہا آپ سے۔

پس پاکستان کے احمدیوں کو خصوصاً میں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ خدا کی پیاری نگاہوں کو دیکھنا شروع کر دیا کریں۔ جب یہ دُکھوں اور مصیبتوں کے انبار آپ کے اوپر پھینکتے ہیں۔

ایک ہی علاج

ہے اور اُس علاج کے سوا کوئی علاج نہیں جو مسیح موعود علیہ السلام نے بتایا ہے کہ اُس وقت اللہ کے لطفوں کو یاد کیا کریں اللہ کے احسانات کو یاد کیا کریں۔ خدا کے کرم جو بارش کی طرح برس رہے ہیں اُن کو دیکھا کریں۔ چنانچہ میں آپ کو ایک بچے کا مثال کے طور پر یہ بعض خط چنے ہیں ایک نوجوان کا خط ہے میں آپ کو بتاتا ہوں یہ ایک مثال نہیں ہے۔ ایسی سینکڑوں مثالیں ہیں اور ہزارہا اور ایسی مثالیں ہیں جو اُس سے کم درجے کی ہیں۔ لیکن ہر نوع کے احمدیوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک پاک تبدیلی پیدا ہو رہی ہے۔ ایک صاحب لکھتے ہیں غیر ملک سے یعنی پاکستان سے باہر کسی ملک سے "میں گزشتہ سال سے احمدیت سے کافی دُور چلا گیا تھا نہ نماز اور نہ روزہ لیکن اس آرڈیننس کے بعد خدا کے فضل اور بزرگوں کی دعاؤں سے واپس کھینچا چلا آیا ہوں۔ میں نے خدا تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی توبہ کی نمازیں اور روزے شروع کئے اور ہر نماز میں خدا کا شکر ادا کیا کہ اُس نے دوبارہ مجھے نیکی کی توفیق عطا فرمائی"۔ گویا کہ یہ آرڈیننس میرے لئے تو بڑا ہی بابرکت ثابت ہوا۔ اور اس وقت آپ کے یہ الفاظ میرے کان میں گونج رہے ہیں کہ اگر مسلمان کو آگ میں ڈالا جائے تو وہ کندن بن کر نکلتا ہے۔ اس تبدیلی کی ایک خاص وجہ یہ تھی کہ آرڈیننس کے معاً بعد میں نے اپنے والدین جو کہ پاکستان میں ہیں ان کو خط لکھا کہ آپ لوگ اپنے پاسپورٹ کی فوٹو کاپی مجھے بھیجیں تاکہ میں آپ کا ویزا بھیج کر آپ لوگوں کو یہاں بُلوالوں۔ اُس خط کا جواب اس طرح آیا اگر بیٹا تم نے سیر کی غرض سے بلوایا ہوتا تو ہم ضرور آتے لیکن تم حالات سے ڈر کر ہمیں بلوا رہے ہو تو یہ ذہن سے نکال دو کہ ہم ڈر کی وجہ سے آ جائیں گے۔ ہم تو

شہید ہونے کیلئے بے چینی سے وقت کا انتظار

کر رہے ہیں"۔ بچہ لکھتا ہے کہ
"یہ خط مجھ پر بجلی بن کر گرا اور اُس کے بعد سے میں نے احمدیت کی کتابیں پڑھنی شروع کیں اور اب تو جہاں موقعہ ملتا ہے تبلیغ کی بھی کوشش کرتا ہوں میری اس تبدیلی کو دیکھ کر دوست احباب حیران ہو جاتے ہیں کہ اسے کیا ہو گیا ہے۔"
تو یہ ایک انعام ہے جو وہ اللہ تعالیٰ عطا کر رہا ہے جماعت کو

چھوٹے چھوٹے بچے ولی بن رہے ہیں

اور خدا کی راہ میں آنسو بہانے لگے ہیں ایک صاحب لکھتے ہیں:۔
"بعض اوقات تو بڑے رقّت آمیز مناظر دیکھنے میں آتے ہیں جب ہم خطبات کی کیسٹ سنتے ہیں تو دوست اتنا روتے ہیں اتنا روتے ہیں کہ بعض اوقات برداشت نہیں ہوتا تو اونچی آوازوں سے رونا شروع کر دیتے ہیں وہ دوست جن کو کبھی نمازوں میں سست دیکھا جاتا تھا وہ بھی اب عبادت کے وقت زار و قطار آنسو بہانے لگتے ہیں سمجھ نہیں آتی کہ اتنی جلدی چند ماہ میں یہ حیرت انگیز تبدیلی کیسے پیدا ہو گئی۔"

جہاں تک بندوں کا تعلق ہے

اس کثرت سے خصوط ہیں حیرت انگیز قربانیوں کے کہ ناممکن ہے کہ آپ کو میں بتلا سکوں وہ محفوظ کئے جا رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ زمانے کے لئے یہ تاریخ محفوظ کی جائے گی ایسے عجیب خدا تعالیٰ نے دلوں کے اوپر تصرفات فرمائے ہیں اور ایسی ایسی ہمتیں عطا کی ہیں قربانی کے لئے ایسا جوش پیدا کیا ہے۔ ایسی لذتیں عطا کی ہیں قربانی کرنے والوں کے دل کو۔ کہ یہ تو اب ٹھہرنے والا قصہ ہی نہیں یہ تو میں روکتا ہوں تو رُکتے ہی نہیں ہیں۔ بعض دفعہ میں واپس کرتا ہوں کہ یہ تمہاری طاقت سے بڑھ کر ہے۔ منتیں کر کے دوبارہ دیتے ہیں کئی دفعہ

ایسا ہوا ہے ایک دفعہ نہیں ہوا۔ ایک نوجوان کو میں نے کہا کہ یہ تمہاری ساری عمر کی کمائی ہے۔ مجھے علم ہے تمہیں میں یقین دلاتا ہوں کہ خدا کی راہ میں یہ منظور ہو گئی۔ اور میں تمہیں یہ واپس کر رہا ہوں۔ تم بالکل فکر نہ کرو۔ لیکن اتنا حصہ میں تمہارا قبول کرتا ہوں۔ اس کی وہ کیفیت ہوئی خط پڑھ کر کہ میری قربانی کو گویا رد کر دیا گیا ہے۔ ایسا روحانی عذاب میں بے چارہ مبتلا ہوا کہ بعد میں جب مجھے پتہ چلا تو شدید مجھے دکھ پہنچا۔ کہ میں نے کیوں ایسا اس کو کہا تھا اور آخر اس نے وہ دیکے چھوڑا۔ تو بظاہر جو لوگ محروم ہو رہے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ اب ایسی روحانی لذتیں عطا کر رہا ہے اس کا تصور بھی دنیا میں کوئی نہیں کر سکتا۔ ایک غریب عورت نے لکھا کہ

"جب میں نے دیکھا اپنی بہنوں کو قربانی کرتے ہوئے ہر طرف اس قدر۔ مجھے شدید تکلیف تھی کہ میں کیا کروں میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے کہتی ہیں کہ اچانک مجھے خیال آیا کہ یہ جو میں نے گائے لی ہے۔ بچوں کو دودھ پلانے کے لئے یہ تو ہے تمہارے پاس اگر تمہیں اس گائے سے محبت ہے اور دل میں خواہش قربانی کی زیادہ ہے تو اس گائے کو پیش کر دو۔ چنانچہ آج کے بعد سے یہ گائے میری نہیں ہے جب تک آپ اس کو سنبھال کر یا بیچ کر انتظام نہیں کر لیتے اس وقت تک جو دودھ میں اس سے لوں گی اس کے پیسے ادا کروں گی"

عجیب دیوانے لوگ ہیں۔

دنیا یہ تصور بھی نہیں کر سکتی

کہ احمدیت کیا ہے اسکی حقیقت کیا ہے وہ تو آپ کے ظاہر کو بھی نہیں پہچانتی باطن میں کیسے اس کی نگاہیں اتر سکتی ہیں۔ ایک بچی کا بہت پیارا خط آیا۔ کہتی ہے:-

"کیسٹ چل رہی تھی ایک عورتوں کی قربانیوں کے جو واقعات آپ بیان کر رہے تھے (یہ چھوٹی بچی ہے وہ کہتی ہے کہ) میرے دل میں عجیب تڑپ اٹھی اور میں نے اپنی ماں کو کہا کہ امی آپ کے دل پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ کہتی ہے کہ یہ کہتے کہتے جو میری نظر اٹھی تو دیکھا کہ ماں اپنی بالیاں اتار رہی تھی۔ اور روتی چلی جا رہی تھی اس وقت مجھے خیال آیا کہ میں نے اپنی ماں پر بدظنی کی تھی۔"

وہی بالیاں اس کے پاس تھیں اور ادھر بیٹی کے دل میں تڑپ پیدا ہوئی ادھر ماں کے ہاتھ پہلے ہی اس طرف اٹھ چکے تھے۔ یہ قوم ہے جسکو یہ ظالم مٹائیں گے۔

خدا کی قسم آپ نہیں مٹ سکتے

آپ ہمیشہ زندہ رہنے والے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ یہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی روحیں ہیں جو آپ کے اندر زندہ ہو رہی ہیں یہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات ہیں جو آپ کو نئی زندگی عطا کر رہی ہیں ان کو خدا مٹنے دے گا یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ ناممکن ہے ساری کائنات مٹ سکتی ہے۔ لیکن احمدیت کی روح نہیں مٹ سکتی کیونکہ یہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی غلامی کی روح ہے اور خدا اس روح کو کبھی مٹنے نہیں دے گا۔ یہ کلمے مٹا رہے ہیں عجیب تاریخ بن رہی ہے اسلامی ملک اور سپاہی اور ملازم مقرر کئے گئے ہیں یہ حکم دیکر کہ کلمے مٹا دو کبھی دنیا کی تاریخ میں ایسا بھی واقعہ آیا تھا۔ یہ دن بھی بدقسمت انہوں نے دیکھنے تھے کہ اسلام کے نام اللہ کی عطا کی گئی تھی ایک ملک کے طور پر اور وہاں کی حکومت کو اور کوئی کام ہی نہیں ہے سوائے اس کے کہ کلمہ کے پیچھے پڑ جائے کہ کلمے مٹا دو۔ یہ نظارہ بھی سامنے آیا کہ ایک مسجد میں جب ایک مجسٹریٹ اور پولیس پہنچے کہ ہمیں اوپر سے حکم آیا ہے کہ اگر یہ مولویوں کو نہیں مٹا دینے دیتے تو تم جا کر حکومت کی طرف سے کلمے مٹا دو۔ پہلے تو انہوں نے بلکہ کوشش کی ان کو حکم دیا کہ ہم تمہیں یہ کریں گے وہ کہیں گے مٹا دو کلمہ۔ انہوں نے کہا جو کرنا ہے کرو۔ قتل کرتے ہو مارتے ہو پیٹتے ہو جو چاہتے ہو کرو احمدی کا ہاتھ کلمہ نہیں مٹائے گا۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ انہوں نے کہا بہت اچھا ہمیں یہ حکم ہے ہم یہ مٹائیں گے۔ انہوں نے کہا تم جس حکومت کے کارندے ہو ویسی ہی صفات تمہاری ہیں۔ جو چاہو کرو۔ چنانچہ انہوں نے سیڑھیاں پکڑیں اور کلمہ مٹانے کے لئے مجسٹریٹ نے حکم دیا سپاہی کو کہ جاؤ اور یہ سپاہی پھر دوا اور احمدی اس وقت مسجد میں گر گیا۔ اور اس قدر روتے روتے اس کی ہچکیاں بندھیں کہ اے خدا یہ دنیا میں دن بھی دیکھنے تھے کہ تیرا نام تیرے نام پہ مٹایا جا رہا ہے۔ تیرا نام لیکر تیرا کلمہ مٹایا جا رہا ہے۔ ایک خادم لکھتے ہیں کہ جب مسجد سے اٹھ کر میں نے دیکھا تو مجسٹریٹ بھی بے اختیار رو رہا تھا اور اس نے کہا کہ میرے لئے دعا کرو میں بدبخت ہوں۔ جو اس حکومت کے حکم پہ مجبور ہو گیا ہوں۔ میری کوئی پیش نہیں جا رہی۔ یہ دو نظارے پیدا ہو رہے ہیں معمولی سی عقل والا انسان بھی پہچان سکتا ہے کہ مغضوب علیہم کا رستہ کون سا ہے اور انعمت علیہم کا رستہ کون سا ہے۔ ادھر وہ کلمہ مٹا رہے ہیں اور ادھر ہماری چھوٹی چھوٹی بچیوں کے دل میں اللہ تعالیٰ کلمے کی محبت اتنی پیدا کرتا چلا جا رہا ہے اتنی بڑھا رہا ہے کہ ان کا سینہ روشن ہو گیا ہے کلمے کے نور سے۔ ایک بچی کے متعلق ایک صاحب لکھتے ہیں واقعہ۔ کہتے ہیں۔

"میری بچی نے جب یہ سنا کہ اب کلمہ مٹانے کے حکم آ گئے ہیں (چھوٹی سی عمر کی بچی ہے) تو بڑے جوش سے کہنے لگی کہ ہم سے کلمہ چھیننا چاہتے ہیں ابا۔ ہم تو کلمہ نہیں چھوڑیں گے۔ چاہے ہماری گردنیں کاٹ دیں ہمیں جنگلوں میں بند کر دیں ہمیں کمروں میں بند کر دیں (یہ بچے کی باتیں ہیں) ہم نے تو کلمہ پڑھنا ہی پڑھنا ہے۔ میرا دل ایسے حضور کو چھوڑنے کو نہیں کرتا اور یہ کہہ کر زار و قطار رونے لگ گئی۔ بہت ہی روئی بہت روئی پھر کہنے لگی اب تو میرا مولا آپ ہی آ گیا ہے۔ اب تو اس نے ان کو نہیں چھوڑنا ہم نے ان کو کچھ نہیں کہنا ہمارا خدا ان کو مارے گا پھر یہ روئیں گے۔ اور کہیں گے ہمیں کیا پتہ تھا ہمیں تو ہم ایسا نہ کرتے۔"

حضور فرماتے ہیں:-

چھوٹے چھوٹے بچوں کے دل پر جس پر خدا نے آسمان کے نور سے کلمہ لکھ دیا ہے ان کے ایمان کے کردار کی سیاہیاں کیسے پھر سکتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ بیچارے کہ یہ کلمہ نہیں مٹا رہے یہ اپنے نام و نشان مٹانے کے سامان کر رہے ہیں۔ ان کی سیاہیاں احمدی کے دل تک نہیں پہنچ سکیں جتنا یہ ظاہری کلموں کو مٹا ئیں گے اتنے زیادہ روشن حروف میں اتنے ہی زیادہ نمائندہ اور پائندہ اور تابندہ حروف میں احمدیت کے دلوں پر کلمہ لکھتا چلا جائے گا۔ اور ہمیشہ کی زندگی احمدیت کو عطا ہو گی۔ دلوں کے کلمے پر دنیا کے گندے اور کوتاہ ہاتھ نہیں پہنچ سکتے اور کوئی ان کو مٹانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ ایسی قومیں خود مٹ جایا کرتی ہیں اور وہ قومیں ہمیشہ کی زندگی پا جایا کرتی ہیں جو خدا کے نام اپنا سب کچھ مٹانے کے لئے خود تیار ہو کر بیٹھ جاتی ہیں۔ اس لئے خوش نصیب ہیں وہ لوگ وہ بڑے اور وہ چھوٹے وہ مرد اور وہ عورتیں وہ بوڑھے اور وہ بچے جو آج اللہ کی راہ میں سب کچھ فدا کرنے کے لئے تن من دھن کی بازی لگائے بیٹھے ہیں۔ کوئی پرواہ نہیں کوئی غیر اللہ کا خوف ان کے دل میں نہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کی خاطر کائنات کو پیدا کیا گیا تھا اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی خاطر کائنات کو رکھا جائے گا یا مٹایا جائے گا۔ اگر انہوں نے اس بات کو تسلیم کر لیا۔ اس آواز کو تسلیم کر لیا۔ جو خدا نے اپنے ایک بندے کی زبان سے جاری کروائی تھی تو وہ اپنی بقا کا سامان کریں گے اور یاد رکھیں اگر وہ اس شرارت پر مُصر رہے اگر وہ ان گندگیوں میں آگے بڑھتے چلے گئے تو پھر خدا کی تقدیر ان کا کوئی نشان باقی نہیں چھوڑے گی۔ کبھی اس تقدیر نے پہلی قوموں سے اس کے سوا اور کوئی سلوک نہیں کیا۔ وہی خدا آج بھی زندہ خدا ہے وہ آج بھی ویسی ہی تقدیریں دکھائے گا جیسی پہلے دکھاتا چلا آیا ہے۔ اس لئے دُعا یہ کریں اللہ تعالیٰ ہمیں مزید استقامت عطا فرمائے۔ ہمیں صبر کی اور زیادہ توفیق عطا فرمائے ہمیں اپنی راہ میں قربانیوں کی اور زیادہ توفیق عطا فرمائے ہمارے بچوں کو بھی ولی بنا دے۔ اگر وہ جوان کے قبروں میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہیں اگر ان کو بھی آج تک تقویٰ کے پہلے سبق یاد نہیں تو اے خدا ہم تیری تقدیر پر راضی ہیں کہ تو ہمارے بچوں کو اولیاء کے مقام عطا فرما رہا ہے دن بدن وہ روحانیت کے ارفع سے ارفع مقامات کی طرف حرکت کر رہے ہیں وہ ہم نے دیکھا جو چلنا نہیں جانتے تھے انہوں نے چلنا سیکھا نیا اس دور میں جو چلا کرتے تھے قدم قدم وہ دوڑنے لگے اور خدا کی قسم آج ایسے احمدی پیدا ہو چکے ہیں جو پہلے دوڑتے تھے آج روحانیت کے آسمان اور روحانیت کے رستوں میں وہ پرواز کرنے لگے ہیں اور وہ

بفضل اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر ہمیں رفعتیں اور عظمتیں عطا فرماتا چلا جا رہا ہے الحمد للہ علیٰ ذالک۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:۔

جیسا کہ پہلے بھی اعلان کیا گیا تھا جمعے کے بعد چونکہ نماز ظہر کا الگ وقت نہیں رہتا اور جمع کا وقت ہو چکا ہوتا ہے یعنی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اس لئے آج بھی نمازیں جمع کی جائیں گی۔ اور ساری سردیاں جب تک یہ مجبوری ہے جمعے کے ساتھ عصر کی نماز جمع کی جایا کرے گی۔ کل سے متعلق اعلان ہے کہ چونکہ یہ فیصلہ ہوا تھا کہ سوال و جواب کی مجلس جو ہم اکٹھے بیٹھ کے جس میں ہم شامل ہوتے ہیں وہ ہفتہ اور اتوار کو ہوا کرے گی۔ مغرب کی نماز کے معاً بعد۔ لیکن ان دو دنوں میں عشاء کی نماز کا کوئی معین وقت نہیں ہے۔ اگر یہ مجلس پہلے ختم ہو گئی اور عشاء کی نماز کا وقت ہوا تو اسی وقت عشاء کی نماز پڑھ لی جائے گی یعنی **ساڑھے سات ہونا ضروری نہیں** ہے ہفتہ اور اتوار کو اور اگر بعض دفعہ بعض دوست دلچسپ سوال لے کر آتے ہیں اور وقت میں تھوڑے وقت میں ختم نہیں ہوتے لمبا بھی کرنا پڑے تو لمبا بھی کر لیں گے انشاء اللہ۔ کل دو دنوں میں عشاء کی نماز میں آنے والے احتیاطاً اگر وہ مجلس کے لئے نہیں آ سکتے تو ذرا پہلے آ جائیں تا کہ اُن کی نماز نہ ضائع ہو۔ ایک بات میں بھول گیا تھا بتانا کل کا پروگرام یہاں نہیں ہوگا یعنی مجلس سوال و جواب کا۔ کیونکہ کل ہمارا اسلام آباد میں ایک پروگرام ہے۔ اتوار سے یہ بات شروع ہوگی یعنی پرسوں سے۔

امتحان عہدیداران

مجالس خدام الاحمدیہ بھارت

مرکزی امتحان دینی نصاب کے علاوہ عہدیداران مجالس مقامی بشمول قائدین و زعماء کرام کا ۲۷ جنوری بروز اتوار ۱۹۸۵ء کو ایک تحریری امتحان بھی ہوگا۔ جس کے لئے "دستور اساسی مجلس خدام الاحمدیہ" اور سالِ رواں کا لائحہ عمل بطور نصاب مقرر کیا گیا ہے۔ اس امتحان میں ہر عہدیدار کی شرکت لازمی ہوگی۔ اوّل، دوم اور سوم آنے والے عہدیداران کو علی الترتیب -/۲۰ روپے، -/۱۵ روپے اور -/۱۰ روپے کا انعام سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے موقعہ پر دیا جائے گا۔

واضح رہے کہ آئندہ اسی مجلس کی سالانہ رپورٹ کارگذاری موازنہ مجالس میں شامل کی جائے گی۔ جس کے جملہ عہدیداران نے اس امتحان میں باقاعدہ شمولیت اختیار کی ہوگی۔

اُمید ہے کہ قائدین مجالس اس سلسلہ میں جامع پروگرام مرتب کر کے ابھی سے اس پر عملدرآمد شروع کر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

نعت

بحضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

رحمۃٌ للعٰلمین پر رحمتیں ہوں بے شمار!
فضل کا باراں برستا ہی رہے لیل و نہار
شاہدِ گلفام کا ناصر ہو دائم کردگار

خیرِ امت پر ہو یارب جلد تر نظرِ کرم	پھر سے حاصل ہو اسے اقوامِ عالم میں وقار
امنِ عالم کا پیمبر، ہادیٔ دنیا و دیں	محسنِ انسانیت، وہ نور و رحمت کا منار
نوعِ انساں کی بھلائی کا نظامِ سرمدی	کر گیا قائم جہاں میں بامراد و کامگار
کس قدر افسوس ہے، درد بھری ہے داستاں	اُمتی خود ہی بنے ہیں دشمنانِ غمگسار
ظلم اور اکراہ کو دیتے ہیں دینِ حق کا نام	کذب و بہتان کام اُن کا صدق سے ان کو فرار
کس قدر بدزیب ہے 'مکروہ ہے' پیرہن ہی	امن کے داعی پہ اُن کا یہ لباسِ داغدار

بحر و بر میں دیدنی ہے غلبۂ شر و فساد
جامۂ انسانیت پھر ہو رہا ہے تار تار
چشمِ بینا دیکھ لے جو حال ہے سرحد کے پار

عدل و احساں کا مٹا جاتا ہے دنیا سے نشاں	بغی و منکر کا ہوا ہے گرم ہر جا کاروبار
اُمتی خود باعثِ رسوائیٔ تقویٰ ہوئے	کیونکہ کچھ ایسے بھی ہیں تخریب ہے جن کا شعار
وہ بھی ہیں جن کا یقیناً کذب اور بہتان کا	گر خدا لگتی کہوں، مرہون ہے سب اقتدار
نیک، بزرگوں پر روا رکھتے ہیں ہر ظلم و ستم	بن گئے ہیں دینِ حق کے ٹھیکیدار
ایک شئی ہے، رہیں آقتاں ہو کہ بیہودہ قول کو	العجب! جس کے گئے ہیں ہو فقط جھوٹوں کا ہار
ان حقائق پر تعجب کا نہیں کوئی مقام	چشمِ بینا دیکھ لے جو حال ہے سرحد کے پار

شکر للہ مہدیٔ حق آ گئے ہیں وقت پر
جن کا مدت سے جہاں میں ہو رہا تھا انتظار
رحمۃٌ للعٰلمین پر رحمتیں ہوں بے شمار

غلبۂ و نصرت عطا فرمایئے اسلام کو	بحرِ رحمت آپ کا ہے یاالٰہی بے کنار
امن کا پیغام ہو مسلم کے قول و فعل میں	باوفا، خوددار ہو، ثابت قدم تقویٰ شعار
حرزِ جانِ ہر مسلماں ہو فقط قولِ سدید	زادِ رہ تقویٰ ہو اور تبلیغِ حق ہو باوقار
کذب سے نفرت ہو اور بہتان سے ہو احتراز	ہر جہت میں راہِ امن و صدق کرے اختیار
دشمنانِ دین کی سب سازشیں ناکام ہوں	باثمر ہو خوب تر طیب شجر اور بار دار
ہر چمن گلہائے رنگیں سے مہکتا ہی رہے	ہر صحن میں شادی ہو، آنگنوں میں ہو بہار

زندہ و پائندہ ہو یارب خلافت کا نظام
دینِ حق کے باغ میں قائم رہے فصلِ بہار
شاہدِ گلفام کا ناصر ہو دائم کردگار
رحمۃٌ للعٰلمین پر رحمتیں ہوں بے شمار

محتاجِ دعا — خاکسار عبدالرحیم راٹھور

عشقِ رسولؐ - سیرت حضرت مسیح موعودؑ کا ایک درخشندہ پہلو

از افاضات قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱)

بعثت الٰہی کے بعد دوسرے نمبر پر عشق رسولؐ کا سوال آتا ہے۔ سو اس میدان میں۔۔ حضرت مسیح موعودؑ کا مقام عدیم المثال تھا۔ آپ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں۔

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

یعنی میں خدا کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں مخمور ہوں۔ اگر میرا یہ عشق کسی کی نظر میں کفر ہے تو خدا کی قسم میں ایک سخت کافر انسان ہوں۔

(۲)

یہ خاکسار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں پیدا ہوا اور یہ خدا کی ایک عظیم الشان نعمت ہے۔ جس کے شکریہ کے لئے میری زبان میں طاقت نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ میرے دل میں اس شکریہ کے تصور تک کی گنجائش نہیں۔ مگر میں نے ایک دل ہے کہ خدا کو عیان دیکھتا ہے۔ میں اُسی آسمانی آقا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میرے دیکھنے میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر بلکہ محض نام لینے پر ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلی نہ آگئی ہو۔ آپ کے دل و دماغ بلکہ سارے جسم کا رُواں رُواں اپنے آقا حضرت سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے معمور تھا۔

(۳)

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مکان کے ساتھ والی چھوٹی سی (البیت میں جو البیت المبارک کہلاتی ہے) اکیلے ٹہل رہے تھے اور آہستہ آہستہ کچھ گنگناتے جاتے تھے اور اس کے ساتھ ہی آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی تار بہتی چلی جا رہی تھی۔ اس وقت ایک مخلص دوست نے باہر سے آکر سُنا تو آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت حسانؓ بن ثابت کا ایک شعر پڑھ رہے تھے جو حضرت حسانؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر کہا تھا اور وہ شعر یہ ہے:-

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

"یعنی اے خدا کے پیارے رسول! تو میری آنکھ کی پُتلی تھا جو آج تیری وفات کی وجہ سے اندھی ہوگئی ہے۔ اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے تو صرف تیری موت کا ڈر تھا جو واقع ہوگئی۔"

راوی کا بیان ہے کہ جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس طرح روتے ہوئے دیکھا اور اس وقت آپ بالکل اکیلے ٹہل رہے تھے تو میں نے گھبرا کر عرض کیا کہ حضرت! یہ کیا معاملہ ہے اور حضور کو کونسا صدمہ پہنچا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا میں اس وقت حسانؓ بن ثابت کا یہ شعر پڑھ رہا تھا اور میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہو رہی تھی کہ "کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا"!

دنیا جانتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر سخت سے سخت زمانے آئے ہر قسم کی تنگی دیکھی۔ طرح طرح کے مصائب برداشت کیے۔ حوادث کی آندھیاں سر سے گزریں۔ مخالفوں کی طرف سے انتہائی تلخیوں اور ایذاؤں کا مزا چکھا حتی کہ قتل کے سازشی مقدمات میں سے بھی گزرنا پڑا۔ بچوں اور عزیزوں اور دوستوں اور اپنے فدائیوں کی موت کے نظارے بھی دیکھے مگر کبھی آپ کی آنکھوں نے آپ کے قلبی جذبات کی غمازی نہیں کی۔ لیکن علیحدگی میں اپنے آقا رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے متعلق (اور وفات بھی وہ جس پر تیرہ سو سال گزر چکے تھے) یہ محبت کا شعر یاد کرتے ہوئے آپ کی آنکھیں سیلاب کی طرح بہہ نکلیں اور آپ کی یہ قلبی حسرت چھلک کر باہر آگئی کہ "کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا!!"

(۴)

قادیان میں ایک صاحب محمد عبد اللہ ہوتے تھے جنہیں لوگ پروفیسر کہہ کر پکارتے تھے وہ زیادہ پڑھے لکھے نہیں تھے لیکن بہت مخلص تھے اور چھوٹی عمر کے بچوں کو مختلف قسم کے نظاروں کی تصویریں دکھا کر اپنا پیٹ پالا کرتے تھے مگر جوش اور غصے میں بعض اوقات اپنا توازن کھو بیٹھتے تھے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں کسی نے بیان کیا کہ فلاں مخالف نے حضور کے متعلق فلاں جگہ بڑی سخت زبانی سے کام لیا ہے اور حضور کو گالیاں دی ہیں۔ پروفیسر صاحب طیش میں آکر بولے اگر میں ہوتا تو اس کا سر پھوڑ دیتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بے ساختہ فرمایا۔ "نہیں نہیں ایسا نہیں چاہیئے۔ ہماری تعلیم صبر اور نرمی کی ہے۔" پروفیسر صاحب اس وقت غصے میں آپے سے باہر ہو رہے تھے۔ جوش کے ساتھ بولے۔ واہ صاحب واہ! یہ کیا بات ہے کہ آپ کے پیر (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو کوئی شخص بُرا بھلا کہے تو آپ فوراً مباہلہ کے ذریعہ اسے جہنم تک پہنچانے کو تیار ہو جاتے ہیں مگر ہمیں یہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص آپ کو ہمارے سامنے گالی دے تو ہم صبر کریں!! پروفیسر صاحب کی یہ غلطی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بڑھ کر صبر کس نے کیا ہے اور کس نے کرنا ہے مگر اس چھوٹے سے واقعہ میں عشقِ رسولؐ اور غیرتِ ناموسِ رسولؐ کی وہ جھلک نظر آتی ہے جس کی مثال کم ملے گی۔

(۵)

پنڈت لیکھرام کو کون نہیں جانتا۔ وہ آریہ سماج کے بہت بڑے مذہبی لیڈر تھے اور اس کے ساتھ ہی (دین حق) کے بدترین دشمن بھی تھے جن کی زبان .... (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت میں قینچی کی طرح چلتی اور چھری کی طرح کاٹتی تھی۔ انہوں نے ساری عمر حضرت مسیح موعودؑ کے مقابل پر کھڑے ہو کر ...... گندے سے گندے اعتراض کئے اور ہر دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو ایسے دندان شکن جواب دیئے کہ کوئی کیا دے گا۔ مگر یہ صاحب رکنے والے نہیں تھے۔ آخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور پنڈت لیکھرام کا یہ مقابلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مباہلہ پر ختم ہوا جس کے نتیجہ میں پنڈت جی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دن دوگنی رات چوگنی ترقی دیکھتے ہوئے اور ہزاروں حسرتیں اپنے سینہ میں لیئے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ انہی پنڈت لیکھرام کا یہ واقعہ ہے کہ ایک دفعہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کسی سفر میں ایک سٹیشن پر گاڑی کا انتظار کر رہے تھے کہ پنڈت لیکھرام کا بھی ادھر گزر ہو گیا اور یہ معلوم کر کے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس جگہ تشریف لائے ہوئے ہیں پنڈت جی دنیاداروں کے رنگ میں اپنے دل کے اندر آگ کا شعلہ دبائے ہوئے آپ کے سامنے آئے۔ آپ اس وقت نماز کی تیاری میں وضو فرما رہے تھے۔ پنڈت لیکھرام نے آپ کے سامنے آکر ہندوانہ طریق پر سلام کیا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ گویا کہ دیکھا ہی نہیں اس پر پنڈت جی نے دوسرے رُخ سے ہو کر پھر دوسری دفعہ سلام کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پھر خاموش رہے جب پنڈت جی مایوس ہو کر لوٹ گئے تو کسی نے یہ خیال کر کے کہ شاید حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پنڈت لیکھرام کا سلام سُنا نہیں ہوگا حضور سے عرض کیا کہ پنڈت لیکھرام آئے تھے اور سلام کرتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی غیرت کے ساتھ فرمایا کہ:-

"ہمارے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کرتا ہے!!!"

یہ اس شخص کا کلام ہے جو ہر طبقہ کے لوگوں کے لیے مجسم رحمت تھا۔ ہندوؤں میں اس کے روز ملنے والے دوست تھے سکھوں میں اس کے دوست تھے اور عیسائیوں میں اُس کے دوست تھے اور اس نے ہر قوم کے ساتھ انتہائی شفقت اور انتہائی ہمدردی کا سلوک کیا۔ مگر جب اُس کے آقا اور اُس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے غیرت کا سوال آیا تو اس سے بڑھ کر ننگی تلوار دنیا میں کوئی نہیں تھی۔

(۶)

اسی قسم کا ایک واقعہ لاہور کے جلسہ وچھووالی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ آریہ صاحبان نے لاہور میں ایک جلسہ منعقد کیا اور اس میں شرکت کرنے کے لئے ہر مذہب و ملت کو دعوت دی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی باصرار درخواست کی کہ آپ بھی اس بین الاقوامی جلسہ کے لئے کوئی مضمون تحریر فرمائیں اور وعدہ کیا کہ جلسہ میں کوئی بات خلاف تہذیب اور کسی مذہب کی دلآزاری کا رنگ رکھنے والی نہیں ہوگی۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک ممتاز حواری حضرت مولوی نور الدین صاحب کو جو بعد میں جماعت احمدیہ کے خلیفہ اوّل ہوئے۔ بہت سے احمدیوں کے ساتھ لاہور روانہ کیا اور ان کے ہاتھ ایک مضمون لکھ کر بھیجا جس میں (دین حق) کے محاسن بڑی خوبی کے ساتھ اور بڑے دلکش رنگ میں بیان کیے گئے تھے مگر

جب آریہ صاحبان کی طرف سے مضمون پڑھنے والے کی باری آئی تو اس بندہ خدا نے اپنی قوم کے وعدوں کو بالائے طاق رکھ کر اپنے مضمون میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اتنا زہر اگلا اور ایسا گند اُچھالا کہ خدا کی پناہ۔

جب اس جلسہ کی اطلاع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہنچی اور جلسہ میں شرکت کرنے والے احباب، قادیان واپس آئے تو آپ حضرت مولوی نورالدین صاحب اور دوسرے احمدیوں پر سخت ناراض ہوئے اور بار بار جوش کے ساتھ فرمایا کہ جس مجلس میں ہمارے رسول اللہؐ کو بُرا بھلا کہا گیا اور گالیاں دی گئیں تم اس مجلس میں کیوں بیٹھے رہے؟ اور کیوں نہ فوراً اٹھ کر باہر چلے آئے؟ تمہاری غیرت نے کس طرح برداشت کیا کہ تمہارے آقا کو گالیاں دی گئیں اور تم خاموش بیٹھے سنتے رہے؟ اور پھر آپ نے بڑے جوش کے ساتھ یہ قرآنی آیت پڑھی کہ:-

اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ یُکْفَرُ بِھَا وَیُسْتَھْزَءُ بِھَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَھُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖ۔

"یعنی اے مومنو! جب تم سنو کہ خدا کی آیات کا دل آزار رنگ میں کفر کیا جاتا اور اُن پر ہنسی اڑائی جاتی ہو تو تم ایسی مجلس سے فوراً اٹھ جایا کرو تا وقتیکہ یہ لوگ کسی مہذّبانہ انداز گفتگو کو اختیار کریں۔"

اس مجلس میں حضرت مولوی نورالدین صاحب (خلیفۃ المسیح اوّل) بھی موجود تھے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ پر ندامت کے ساتھ سر نیچے ڈالے بیٹھے رہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس غیورانہ کلام سے ساری مجلس ہی شرم و ندامت سے کٹی جا رہی تھی۔

(۷)

خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کو جماعت کے سب یا کم از کم اکثر دوست جانتے ہیں وہ ہماری بڑی والدہ صاحبہ کے بطن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سب سے بڑے لڑکے تھے جو ڈپٹی کمشنر کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے اور دُنیا کا بڑا وسیع تجربہ رکھتے تھے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں حضور کی بیعت میں داخل نہیں ہوئے تھے بلکہ حضور سے علیحدہ ہی رہے اور حضور کے خاندانی مخالفوں سے اپنا تعلق رکھا۔ گو بعد میں انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے زمانہ میں بیعت کر لی اور اس طرح آپ نے ہم تین بھائیوں کو چار کر دیا بہرحال خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب کے غیر احمدی ہونے کے زمانے کی بات ہے کہ ایک دفعہ مجھے خیال آیا کہ ان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی زمانہ کے اخلاق و عادات کے متعلق کچھ دریافت کروں۔ چنانچہ میرے پوچھنے پر انہوں نے فرمایا:-

"ایک بات میں نے والد صاحب (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) میں خاص طور پر دیکھی ہے۔ وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف والد صاحب ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے اگر کوئی شخص آنحضرتؐ کی شان کے خلاف ذرا سی بات بھی کہتا تھا والد صاحب کا چہرہ سُرخ ہو جاتا تھا اور غصّے سے آنکھیں متغیر ہونے لگتی تھیں۔ اور فوراً ایسی مجلس سے اُٹھ کر چلے جاتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو والد صاحب کو عشق تھا۔ ایسا عشق میں نے کسی شخص میں نہیں دیکھا اور مرزا سلطان احمد صاحب نے اس بات کو بار بار دہرایا!"

یہ اس شخص کی شہادت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں شامل نہیں تھا۔ جس نے حضرت مسیح موعودؑ کو اپنی جوانی سے لے کر حضور کی وفات تک دیکھا۔ جس نے اسّی سال کی عمر میں وفات پائی۔ جس کے تعلقات کا دائرہ اپنی معزز ملازمت اور اپنے ادبی کارناموں کی وجہ سے نہایت وسیع تھا۔ اور جو اپنے سوشل تعلقات میں بالکل صحیح طور پر کہہ سکتا تھا کہ:-

جُفتِ خوش حالاں و بدحالاں شدم

"یعنی مجھے دُنیا میں ہر قسم کے انسانوں سے واسطہ پڑا ہے!"

مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں غیر احمدی رہنے کے باوجود اس کے عمر بھر کے مشاہدہ کا نچوڑ اس کے سوا کچھ نہیں تھا کہ:-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والد صاحب کو عشق تھا۔ ایسا عشق میں نے کسی شخص میں نہیں دیکھا!"

(۸)

ایک دفعہ بالکل گھریلو ماحول کی بات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت کچھ ناساز تھی اور آپ گھر میں چار پائی پر لیٹے ہوئے تھے اور حضرت اماں جان نور اللہ مرقدہا اور ہمارے نانا جان یعنی حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم بھی پاس بیٹھے تھے کہ حج کا ذکر شروع ہو گیا حضرت نانا جان نے کوئی ایسی بات کہی کہ اب تو حج کے لئے سفر اور رستے وغیرہ کی سہولت پیدا ہو رہی ہے حج کو چلنا چاہیئے۔ اس وقت زیارت حرمین شریفین کے تصور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔ اور آپ اپنے ہاتھ کی انگلی سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ حضرت نانا جان کی بات سن کر فرمایا:-

"یہ تو ٹھیک ہے اور ہماری بھی دلی خواہش ہے مگر میں سوچا کرتا ہوں کہ کیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کو دیکھ بھی سکوں گا؟"

یہ ایک خالصۃً گھریلو ماحول کی بظاہر چھوٹی سی بات ہے۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو اس میں اس انتہاء سمندر کی طغیانی لہریں کھیلتی ہوئی نظر آتی ہیں جو عشق رسولؐ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلب صافی میں موجزن تھیں۔ حج کی کس کو خواہش نہیں مگر ذرا اس شخص کی بے پایاں محبت کا اندازہ لگاؤ جس کی روح حج کے تصور میں پروانہ وار رسول پاکؐ (فداہ نفسی) کے مزار پر پہنچ جاتی ہے اور وہاں اس کی آنکھیں اس نظارہ کی تاب نہ لا کر بند ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔

(۹)

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی عشق کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپؐ کی آل و اولاد اور آپؐ کے صحابہؓ کے ساتھ بھی بے پناہ محبت تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ جب محرم کا مہینہ تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے باغ میں ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے آپ نے ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم سلّمہا اور ہمارے بھائی مبارک احمد مرحوم کو جو سب بہن بھائیوں میں چھوٹے تھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا:-

"آؤ تمہیں میں محرم کی کہانی سناؤں۔"

پھر آپ نے بڑے دردناک انداز میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات سنائے۔ آپ یہ واقعات سناتے جاتے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپ اپنی انگلیوں کے پوروں سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ اس دردناک کہانی کو ختم کرنے کے بعد آپ نے بڑے کرب کے ساتھ فرمایا:-

"یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریمؐ کے نواسے پر کروایا۔ مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑ لیا۔"

اس وقت آپ پر عجیب کیفیت طاری تھی اور اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ کی المناک شہادت کے تصور سے آپ کا دل بہت بے چین ہو رہا تھا اور یہ سب کچھ رسول پاکؐ کے عشق کی وجہ سے تھا۔ چنانچہ اپنی ایک نظم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:-

تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے
تیری اُلفت سے ہے معمور مرا ہر ذرہ
اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے

(۱۰)

یہ اسی عشق کا نتیجہ تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ہر وہ منظوم اور منثور کلام جو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں رقم فرمایا ایسے شہد کے چھتے کا رنگ اختیار کر گیا جس میں سے شہد کی کثرت کی وجہ سے عسلِ مصفّٰی کے قطرے گرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں اور کس محبانہ انداز میں فرماتے ہیں کہ:-

عجب نوریست در جانِ محمدؐ
عجب لعلیست در کانِ محمدؐ
اگر خواہی دلیلے عاشقش باش
محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ
دریں رہ گر کشندم ور بسوزند
نتابم رو ز ایوانِ محمدؐ
تو جانِ ما منور کردی از عشق
فدایت جانم اے جانِ محمدؐ

"یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں خدا نے عجب نور ودیعت کر رکھا ہے اور آپؐ کی مقدس کان عجیب و غریب جواہرات سے بھری پڑی ہے۔ سو اگر اے منکرو تم محمدؐ کی صداقت کی دلیل چاہتے ہو تو دلیلیں تو بے شمار ہیں مگر مختصر رستہ یہ ہے کہ اس کے عاشقوں میں داخل ہو جاؤ کیونکہ محمدؐ کا وجود اس کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل ہے واللہ اگر آپؐ کے رستہ میں مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے اور میرے ذرہ ذرہ کو جلا کر خاک بنا دیا جائے تو پھر بھی میں آپؐ کے دروازے سے کبھی منہ نہیں موڑوں گا۔ سو اے محمدؐ ... پر میری جان قربان ... روح کو اپنے عشق ... منور بنا دیا ...

(۱۱)

اسی طرح اپنی ایک عربی نظم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

اُنْظُرْ اِلَیَّ بِرَحْمَۃٍ وَّتَحَنُّنٍ
یَا سَیِّدِیْ اَنَا اَحْقَرُ الْغِلْمَانٖ
یَا حِبِّ اِنَّکَ قَدْ دَخَلْتَ مَحَبَّۃً

فِي مُهْجَتِي وَمَدَارِكِي وَجَنَانِي
مِنْ ذِكْرِ وَجْهِكَ يَا حَدِيقَةَ بَهْجَتِي
لَمْ أَخْلُ فِي لَحْظٍ وَلَا فِي آنِ
ی يَطِيرُ إِلَيْكَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا
يَا لَيْتَ كَانَتْ قُوَّةُ الطَّيَرَانِ

"یعنی اے میرے آقا! میری طرف رحمت [و] شفقت کی نظر رکھ۔ میں تیرا ایک ادنیٰ ترین ... ہوں۔ اے میرے محبوب! تیری محبت میرے رگ و ریشہ میں اور میرے دل ... اور میرے دماغ میں رچ بچی ہے۔ اے ... خوشیوں کے باغیچے! میں ایک لمحہ ... اور ایک آن بھی تیری یاد سے خالی نہیں ... میری روح تو تیری ہو چکی ہے مگر ... جسم بھی تیری طرف پرواز کرنے کی ... رکھتا ہے۔ اے کاش مجھ میں ... نے کی طاقت ہوتی ان اشعار میں جس ... اور جس عشق اور جس تڑپ اور ... فدائیت کا جذبہ جھلک رہا بلکہ چھلک ... ہے وہ کسی تبصرہ کا محتاج نہیں کاش ... ے احمدی نوجوان اس محبت کی ... سے اپنے دلوں کو گرمانے کی کوشش ... یں ......

(۱۲)

... کا لازمی نتیجہ قربانی اور فدائیت اور ... ت کی صورت میں ظاہر ہوا کرتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں یہ جذبہ ... اتم موجود تھا۔ ایک جگہ عیسائی پادریوں کے ان جھوٹے اور ناپاک اعتراضوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں جو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والا صفات پر کیا کرتے ہیں کہ:-

"عیسائی مشنریوں نے ہمارے رسول ... صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بے ... بہتان گھڑے ہیں اور اپنے ... دجل کے ذریعہ ایک خلقِ کثیر کو ... کر کے رکھ دیا ہے۔ میرے دل ... کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں کے اس ہنسی ٹھٹھا نے پہنچایا ہے۔ جو وہ ہمارے رسول پاکؐ کی شان میں کرتے رہتے ہیں۔ ان کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشرؐ کی ذاتِ والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے۔ خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا! تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلاءِ عظیم سے نجات بخش۔"

(روحانی خزائن جلد پنجم)

(۱۳)

...... یہ صرف منہ کا دعویٰ نہیں تھا بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری زندگی کا ہر چھوٹا اور بڑا واقعہ اس عظیم الشان فدائیت پر عملی گواہ تھا جسے آپ کے مخالف بھی شدید مخالفت کے باوجود قبول کرنے کے لئے مجبور تھے چنانچہ آپ کی وفات پر جو تعزیتی مقالہ امرتسر کے غیر احمدی اخبار "وکیل" نے لکھا اس میں مقالہ نگار لکھتا ہے۔

...... مرزا صاحب کے لٹریچر کی قدر و عظمت آج جب کہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دیئے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا۔ بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا۔......

اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں بھی (باقی صفحہ ... پر)

میں تو چاہوں گا تجھے حرفِ صداقت کی طرح

روح پر نقش ہے وہ شخص نبوت کی طرح
ذکر ہے جس کے فضائل کا عبادت کی طرح

میرے سانسوں میں بسی رہتی ہے خوشبو اسکی
میری آنکھوں میں وہ رہتا ہے بصارت کی طرح

رہنما آج بھی ہیں اس کے کفِ پا کے چراغ
دہر میں پھیلا ہے جو آج بھی نکہت کی طرح

شبِ ظلمات کا وہ نور جگر چیر گیا
جلوہ گر جب ہوا فاراں پہ ہدایت کی طرح

نام سے اُس کے ہی روحوں میں کنول کھلتے ہیں
اُس کے کوچے کی فضائیں بھی ہیں جنت کی طرح

جس نے روحوں میں جلائے تھے محبت کے چراغ
اب بھی ہے سایہ فگن داورِ رحمت کی طرح

میں اُسی کے درِ الطاف پہ دستک دوں گا
جس کا در سب پہ کشادہ ہے عدالت کی طرح

تو تو سرمایۂ توقیر ہے عالم کے لئے
نام تیرا بھی بکے مالِ تجارت کی طرح

کذب اس طرح سے پھیلا ہے فضاؤں میں مری
ہر سراب آئے نظر آج حقیقت کی طرح

زینتِ منبر و محراب ہوئے ہیں وہ لوگ
سفلگی جن کو ودیعت ہوئی عادت کی طرح

ہر نئے دن نئے تکفیر کے فتوے دیکھوں
زیست محسوس مجھے ہوتی ہے تہمت کی طرح

رخِ عیاری پہ تقوے کی ملمع کاری
عجز چہروں پہ نمایاں ہے رعونت کی طرح

جیسے محصور ہوں میں "شعب ابی طالب" میں
یوں گزرتا ہے ہر اک لمحہ قیامت کی طرح

اب نہ پہلے سے وہ ایماں ہیں نہ وہ سوزِ یقیں
صرف کہنے کو نظر آتے ہیں امت کی طرح

لب پہ قدغن ہے مگر دل تو ہے آزاد ابھی
میں تو چاہوں گا تجھے حرفِ صداقت کی طرح

جب مسافر سوئے طیبہ کوئی جاتے دیکھا
دل مرا ڈوب گیا اشکِ ندامت کی طرح

دلِ ثاقب میں ترے در پہ حضوری کا خیال
جھلملائے گا سدا شمعِ عقیدت کی طرح

ثاقب زیروی

حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے عارفانہ کلام پر

ایک مشہور غیر از جماعت عالم دین کی تضمین

از مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد۔ مؤرخ احمدیت۔ ربوہ

مولانا مولوی فیروز الدین صاحب ڈسکوی مرحوم شمالی پنجاب کے نامور بزرگ عالم دین گذرے ہیں آپ لاہور کے تاریخی جلسہ اعظم مذاہب لاہور ۱۸۹۶ء میں موجود تھے۔ اس جلسہ میں حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی موعود کا جو تاریخی لیکچر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے پڑھ کر سنایا۔ اس کو سُن کر مولوی فیروز الدین صاحب از حد متاثر ہوئے چنانچہ آپ نے راولپنڈی کے اخبار "چودھویں صدی" (مورخہ یکم فروری ۱۸۹۷ء) میں ایک مفصل نوٹ سپرد قلم فرمایا جس میں اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے لکھا:۔

"ہم مرزا صاحب کے مرید نہیں نہ اُن سے ہم کو کوئی تعلق ہے۔ لیکن انصاف کا خون ہم کبھی نہیں کر سکتے اور نہ کوئی سلیم فطرت اور صحیح کانشنس اس کو روا رکھ سکتا ہے۔ مرزا صاحب نے کل سوالوں کے جواب (جیسا کہ مناسب تھا) قرآن شریف سے دیئے اور تمام بڑے بڑے اصول و فروعِ اسلام کو دلائل عقلیہ اور براہین فلسفہ کے ساتھ مبرہن اور مزین کیا۔ پہلے عقلی دلائل سے الٰہیات کے ایک مسئلہ کو ثابت کرنا اور اس کے بعد کلام الٰہی کو بطور حوالہ پڑھنا ایک عجیب شان دکھاتا تھا۔ مرزا صاحب نے نہ صرف مسائل قرآنی کی فلاسفی بیان کی بلکہ الفاظِ قرآنی کی فلالوجی اور فلاسفی بھی بیان کردی۔ غرض کہ مرزا صاحب کا لیکچر بہ ہیئت مجموعی ایک مکمل اور حاوی لیکچر تھا۔ جس میں بے شمار معارف و حقائق و حِکَم و اسرار کے موتی چمک رہے تھے اور فلسفہ الٰہیہ کو ایسے ڈھنگ سے بیان کیا گیا تھا۔ کہ تمام اہل مذاہب ششدر رہ گئے ..... بہر حال اس کا شکر ہے کہ اس جلسہ میں اسلام کا بول بالا رہا اور تمام غیر مذاہب کے دلوں پر اسلام کا سکہ بیٹھ گیا۔ گو زبان سے وہ اقرار کریں یا نہ کریں

واللہ غالب علیٰ امرہٖ ولکن اکثر الناس لا یعلمون وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

الراقم فیروز ڈسکوی" (صفحہ)

مولانا فیروز دین صاحب شعر و سخن میں بھی پاکیزہ اور نفیس ذوق رکھتے تھے۔ مندرجہ ذیل مسدس جو دراصل حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ (نور اللہ مرقدہٗ) کی ایک مشہور و معروف نظم سے

جمال و حسن قرآن نور جانِ ہر مسلماں ہے — قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

پر تضمین ہے، آپ ہی کی فکرِ طبع کا نتیجہ ہے۔ اس میں اس نظم کے تمام کے تمام بارہ اشعار پر تضمین کی گئی ہے یعنی ترتیب وار اس مسدس کے ہر بند کا تیسرا شعر حضرت مسیح موعود کی نظم بعنوان "قرآن کریم کا بے نظیر ہونا" مطبوعہ براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۸۲ مطبوعہ ۱۸۸۲ء کا شعر ہے۔ یہ مسدس آج سے قریباً پون صدی قبل ایک غیر از جماعت فاضل و محقق جناب غلام قادر صاحب سابق مدرس مشن اسکول ظفر وال ضلع سیالکوٹ نے اپنی کتاب "الحق المبین فی جواب امہات المومنین" کے شروع میں تیمناً و تبرکاً درج کی تھی جو ذیل میں بعینہٖ ہدیہ قارئین کی جا رہی ہے تا سلسلہ کے لٹریچر میں محفوظ ہو جائے۔

مسدس از فیروز ڈسکوی در مدح قرآن شریف

کلامِ پاک خالق کی عجب عظمت، عجب شان ہے — کہ مثلِ مہرِ تاباں چرخِ رفعت پر درخشاں ہے

نجومِ آسماں کی طرح ہر اک نقطہ درخشاں ہے — مثالِ کہکشاں ہر ایک سطر اس کی نمایاں ہے

"جمال و حسن قرآن نورِ جانِ ہر مسلماں ہے

قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے"

کلامِ پاک ربانی ہے جگ میں گوہرِ یکتا — چمک میں آفتابِ آسماں ہرگز نہیں ویسا

زمین و آسماں میں جگمگاتا نور ہے اس کا — ہے اک اک لفظ میں اُسکے عیاں اللہ کا جلوہ

"نظیر اُس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا

بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے"

نہیں ایسا درختِ پُر ثمر اک باغِ قدرت میں — جو خوشبو اس میں ہے ہرگز نہیں گلہائے جنت میں

یہ ہر اک پھول سے ہے بڑھ گیا خوشبو و نکہت میں — معطر ہو گئے سارے دماغ اس سے ہیں ساعت میں

"بہارِ جاوداں پیدا ہے اسکی ہر عبارت میں

نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے"

کہیں حق کے گلستاں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز — کہیں اس باغ و بستاں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز

کہیں اس نورِ تاباں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز — کہیں اس مہرِ رخشاں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز

"کلامِ پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز

اگر لولوئے عماں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے"

زمیں پر کوئی ہو تو رِ صداقت یا فلک پر ہو — نہ اس خورشیدِ تاباں سے کبھی وہ نور بالا تر ہو

حکیمانِ جہاں کا قول کوئی کتنا بڑھ کر ہو — کلامِ پاک رحماں کے نہ یہ ہرگز وہ ہمسر ہو

"خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو

وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے"

بشر کتنا لگائے زور اور کوشش کرے کتنی — مدد کو وہ بلائے ساتھ اپنے سب جہاں کو بھی

نہ اُسکے قول کو نسبت کلامِ حق سے ہو اتنی — کہ نسبت آفتابِ چرخ کو ذرہ سے ہو جتنی

"ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرارِ لا علمی

سخن میں اُسکے ہمتائی کہاں مقدورِ انساں ہے"

نظر آتا نہیں قرآن سا نورِ نظر ہرگز — نہ ایسا چشمِ دل کو ہے کوئی کحل البصر ہرگز

نظیر اسکی نہ کوئی لا سکے جن و بشر ہرگز — نہیں دنیا میں ایسا چاند کوئی جلوہ گر ہرگز

"بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز

تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اُس پہ آساں ہے"

کلامِ حق کو کہنا افترا اور جھوٹ اور جھوٹا — بلا شک ہے خدا کے عرش کو یہ قول لرزاتا

یہ ایسا بول تم کو بولنا ہرگز نہیں زیبا — کلامِ پاک کی تکذیب یوں کرنا نہیں اچھا

"ارے لوگو کرو کچھ پاس شانِ کبریائی کا

زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایماں ہے"

مقابل میں کلام اللہ کے کیا توریت کی شان ہے — یہ انجیلِ محرف کب کلامِ حق کے شایاں ہے

جو بیبل ہے یہ ثمرہ ہے اسمیں کیا طاقت ہے کہا جائے — تو صرف ہے بشر کا ان میں اور یہ قولِ رحماں ہے

"خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کفراں ہے

خدا سے کچھ ڈرو یارو یہ کیسا کذب و بہتاں ہے"

معارف اور حقائق میں فقط قرآن ہے یکتا — نظیر اسکی نہیں ممکن تصور میں کبھی اصلا

خدا کی ذاتِ واحد کا نہیں جس طرح ہمتا — کلامِ پاک کا بھی کوئی ہمسر ہو نہیں سکتا

"اگر اقرار ہے تم کو خدا کی ذاتِ واحد کا

تو پھر کیوں اس قدر دل میں تمہارے شرکِ پنہاں ہے"

خدا کے پاک قرآں سے جو منہ پھیرا ہے تم سب نے — جو اس انجیلِ محرف کو کلامِ حق ہو تم سمجھے

جو دیدہ و شُنید کو مانو کلامِ حق جہالت سے — مخالف ہو گئے تم جو کلامِ پاک رحماں کے

"یہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جہل کے پردے

خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوفِ یزداں ہے"

محبت میں ہوا قرآں کے فیروز دیوانہ — یہی کہتا ہے ہر ایک کو کہ ہے سچا یہ پیمانہ

ہر اک کو چاہیے اس شمع کا ہو جائے پروانہ — نہ پیرو اسکی حق کو جسکو ہے کچھ اسکی پروانہ

"ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ

کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اس پہ قرباں ہے"

(الحق المبین صفحہ تا)

دعائے مغفرت

خاکسار کے چچا مکرم عبد الغفار صاحب بٹ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۸۴ء کو بعمر تقریباً اسّی سال اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم نے اپنے پیچھے سوگوار بیوہ کے علاوہ دو فرزند اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔ احباب جماعت سے مرحوم کی مغفرت بلندی درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ملنے کے لئے درخواست دعا ہے۔

(خاکسار محمد رفیق بٹ قائد مجلس خدام الاحمدیہ ...)

مشعلِ راہ

مبلغین و معلمین کو حضرت مصلح موعودؓ کی زرّیں نصائح

مرتبہ مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری مرحوم سابق مبلغ انگلستان و مغربی افریقہ

الٰہی جماعتوں کا ہمیشہ سے یہ دستور رہا ہے کہ کسی مامور زمانہ کے قائم کردہ سلسلہ یا جماعت میں سے کچھ مخلصین ضرور ایسے چنے جاتے ہیں جو ایک معین عرصہ جماعت کے مرکز میں تفقہ فی الدین کی خاطر موروقت یا اپنے دور کے روحانی رہنما کے زیر تربیت رہ کر پھر وقتاً فوقتاً جماعت کی مختلف دینی تربیتی اور تبلیغی ذمہ داریاں سنبھالتے رہتے ہیں۔ جماعت کے لئے ایسے مفید وجود تیار کرنے کی ایک اہم صورت دینی مدارس اور درس گاہوں کا اجراء ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ اسی مقصد کے لئے قادیان میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں حضور کی رہنمائی میں مدرسہ تعلیم الاسلام جاری کیا گیا تھا اور حضور کے وصال کے بعد اس کے ساتھ ایک خالص دینی درسگاہ مدرسہ احمدیہ کے نام سے بھی کھولدی گئی۔ جس کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خاص وابستگی اور دلچسپی اور حضور کی جانب سے اس کی سرپرستی محتاج تعارف نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاص صحابہ کے علاوہ جن علماء نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خلافت کے ابتدائی دور میں اپنی زندگیاں دین کی خدمت کے لئے وقف کیں ان کی اکثریت مندرجہ بالا دونوں مدرسوں کی تعلیم یافتہ تھی۔ اور ان کی خاص دینی تربیت بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ہوئی تھی۔ بجز حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے رضی اللہ عنہ کے باقی ایسے سب ابتدائی مجاہدین کرام خلافت ثانیہ کے زمانہ میں ہی بغرض تبلیغ ممالک بیرون بھیجے گئے تھے۔ اس عظیم اور مقدس مقصد کے لئے ان کی قادیان سے بیرون ملک روانگی اور پھر کئی سالوں بعد ان کی واپسی کی تقریبوں پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ مختلف اوقات میں مبلغین کو بیش قیمت ہدایات اور نصائح سے نوازتے رہتے۔ جو اسلام کے ہر داعی اور تبلیغی میدان کے ہر مجاہد کی تربیت کے لئے بے حد ضروری ۔۔۔ اور مفید ہیں۔ ان کے مطالعہ ۔۔۔ تبلیغ ۔۔۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی غیر معمولی اور وسیع تجربہ و ذہانت بالغ نظری اور دور اندیشی اور جماعت کی رہنمائی کی پوری اہلیت اور جماعتی ترقی کی حضورؓ کے دل میں خاص لگن اور جوش و ولولہ کا پتہ چلتا ہے اس لئے ذیل میں حضور کی ایسی تمام زرّیں اور اہم ہدایات و نصائح کو اختصار کے ساتھ یکجائی طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ تاکہ جماعت کے موجودہ اور آئندہ تیار ہونے والے مبلغین ان سے راہنمائی حاصل کریں اور بطور داعی الی اللہ اور مجاہد اسلام اپنے آپ کو الٰہی تربیتی سانچوں میں ڈھالنے کی کوشش کریں۔

حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحبؓ کو نصائح

حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب بی اے بی ٹی کو ۱۹۱۵ء میں بغرض انگلستان روانہ فرمانے کے وقت حضورؓ نے جو نصائح انہیں اپنے دست مبارک سے تحریر کر کے دیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ

"آپ جس کام کے لئے جاتے ہیں وہ بہت بڑا کام ہے اور انسان کا نہیں بلکہ خدا کا کام ہے اس لئے ہر وقت اسی پر بھروسہ رکھیں دل محبت الٰہی سے پر ہو اور تکبر اور فخر پاس بھی نہ آئے جب کسی دشمن سے مقابلہ ہو اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے آگے گرا دیں۔ اپنے علم کو بھلا دیں لیکن اس کے ساتھ ہی یہ یقین رکھیں کہ آپ کے ساتھ خدا ہے۔ جو آپ کو خود ہی سب کچھ سکھائے گا۔ خوب یاد رکھیں کہ وہ جو اپنے علم پر ہی گھمنڈ کرتا ہے وہ دین الٰہی کی خدمت کرتے وقت ذلیل کیا جاتا ہے۔ پس نہ تو گھمنڈ ہو نہ فخر نہ گھبراہٹ ہو نہ خوف۔ اور متواضع اور یقین سے پُر دل کے ساتھ دشمن اسلام کا مقابلہ کریں پھر کوئی دشمن آپ پر غالب نہیں آسکے گا۔ اور الہام کے ذریعہ آپ کو علم دیا جائے گا۔ آپ اس بات کو بھی خوب یاد رکھیں کہ آپ یورپ فتح کرنے جاتے ہیں۔ مفتوح ہونے کے لئے نہیں اگر عقائد صحیحہ کو مان کر کوئی شخص اسلام میں داخل ہوتا ہے لیکن بعض عادتیں چھوڑ نہیں سکتا تو اسے دھکا نہ دیں اگر وہ اپنی کمزوری کو آہستہ آہستہ چھوڑنا چاہتا ہے تو خدا کی بادشاہت کو اس کے لئے تنگ نہ کریں لیکن عقائد صحیحہ کے اظہار سے کبھی نہ جھجکیں جس نقطہ پر آپ کو اسلام کھڑا کرنا چاہتا ہے اس سے ایک قدم آگے پیچھے نہ ہوں کھانے پینے پہننے میں اسراف اور تکلف سے کام نہ لیں۔ ہمیشہ نرم کلام کریں اور بات ٹھہر ٹھہر کر بیان کریں جلدی نہ کریں اور ٹالنے کی کوشش بھی نہ کریں اخلاص سے سمجھائیں اور محبت سے کلام کریں جو لوگ آپ کے ذریعے ہدایت پائیں ان کی خبر رکھیں اور پاسبانی کریں اور ان کی دینی و دنیوی مشکلات میں مدد کریں۔ انگریزی زبان سے سیکھنے کی طرف خاص توجہ کریں جو آپ پر امیر مقرر ہو اسکی پوری پوری اطاعت کریں اور محبت سے اس کا ساتھ دیں اور یوں محبت سے رہیں کہ آپ کی محبت کو دیکھ کر لوگ حیران ہوں۔ قرآن کریم اور احادیث کا کثرت سے مطالعہ کریں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے پوری طرح واقفیت ہو۔ اگر کوئی تکلیف ہو یا مشکل پیش آئے تو خدا تعالیٰ سے ہی دعا کریں کم خوردن کم گفتن کم خفتن عمدہ نسخہ ہے۔ اور تہجد ایک بڑا ہتھیار ہے۔ یورپ کا اثر اس سے محروم رکھتا ہے۔ آپ عشاء کے ساتھ ہی سو جایا کریں مرکز سے باہر جا کر چھوٹے چھوٹے گاؤں میں غربوں اور زمینداروں کو اور محنت پیشہ لوگوں کو جا کر تبلیغ کریں یہ لوگ حق کو جلد قبول کریں گے۔ ہمیشہ بڑے بڑے کام مجھ سے پوچھ کر کریں۔ ہر ہفتہ مفصل خط لکھتے رہا کریں اگر کسی فوری جواب کی ضرورت ہو تو خط لکھ کر ڈال دیں اور خاص طور پر دعا کریں تعجب نہ کریں اگر خط کے پہنچتے ہی یا پہنچنے سے پہلے ہی جواب مل جائے خدا کی قدرتیں وسیع اور اس کی طاقت بے انتہا ہے اپنے اندر تصوف پیدا کریں۔"

(الفضل ۱۴ ستمبر ۱۹۱۵ء)

جنوری ۱۹۲۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بورڈنگ مدرسہ احمدیہ میں جماعت کے مبلغین اور مدرسہ احمدیہ کے طلباء کے سامنے تقریر فرمائی جس میں مبلغین کو نہایت قیمتی اور زرّیں ہدایات سے نوازا۔ پوری تقریر حضرت میر قاسم علی صاحبؓ مرحوم نے انہیں دنوں "ہدایات زرّیں" کے عنوان سے پمفلٹ کی صورت میں شائع کر دی تھیں۔ حضور کی ان ہدایات کا خلاصہ یہ تھا کہ:

"مبلغِ احمدیت کو نہایت بے غرض دلیر، جری ہمدرد خلائق وسیع العلومات نظافت پسند اخلاق تہجد گزار۔ دعا گو، بے نفس غیر جانبدار منظم سوشل تعلقات میں ماہر اور ہوشیار اور ایثار و قناعت کا مجسم ہونا چاہیئے"

(تاریخ احمدیت جلد پنجم صفحہ ۲۷۵، کتابچہ زرّیں ہدایات)

حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ کو تحریری ہدایات

مورخہ ۷ جنوری ۱۹۲۳ء کو حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ بی اے کی بغرض تبلیغ امریکہ روانگی کے موقعہ پر حضورؓ نے انہیں ازراہ شفقت تفصیلی ہدایات و نصائح تحریر کر کے دیں جو اختصار سے یہاں درج کی جاتی ہیں

"اسلام ایک سوسائٹی کا نام نہیں بلکہ ایک مذہب ہے اور سلسلہ احمدیہ ایک انجمن نہیں بلکہ ایک خدا کی قائم کردہ جماعت ہے پس اس پر کسی اور انجمن کو قیاس نہیں کیا جا سکتا اور نہ اسے دوسری چیزوں یا سوسائٹیوں پر قیاس کیا جا سکتا ہے یاد رکھیں تبلیغ کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ اپنوں کے لئے اور غیروں کے لئے۔ جب تک ان دو پہلوؤں کو نہ سمجھیں گے آپ کا کام مکمل نہ ہو گا جو لوگ اسلام کو سچا مذہب سمجھ کر دل سے قبول کر چکے ہیں ان پر یہ زور دیا جا سکتا ہے کہ اسلام کے سب حکموں کو ماننا اور ان پر عمل کرنا اشد ضروری ہے لیکن جو لوگ اسلام

کو ابھی چھوٹا سمجھتے ہیں ان کو اور رنگ میں تبلیغ کرنی ہوگی اور پہلے اسلام کے بنیادی اصول اور نظریات سے انہیں آشنا کرنا ہوگا جس طرح انسانی زندگی کا بہترین حصول علم کا وقت بچپن ہے اسی طرح ایک نو مسلم کی زندگی میں تغیر پیدا کرنے کا بہترین وقت اس کے اسلام قبول کر لینے کے قریب کا زمانہ ہے جس طرح بڑے ہو کر ایک بچہ کے سیکھنے کا وقت نکل جاتا ہے اسی طرح کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد ایک نو مسلم کے اندر اسلامی تغیر پیدا کرنے کی قابلیت کمزور ہو جاتی ہے اور اس کا تازہ جوش سرد پڑ جاتا ہے۔ اور پھر ٹھنڈے لوہے کو کوٹنے سے کچھ نہیں بنتا پس خاص جلسے کر کے نو مسلموں کو اسلام کے عین مطابق زندگی بسر کرنے کی طرف متواتر توجہ دلانی چاہیئے۔ لیکن تبلیغ کے لئے عام جلسے ہونے چاہئیں جس میں اسلام کے عام اصولوں پر وعظ و بیان ہو۔

اس امر پر خاص زور دینا چاہیئے کہ اسلامی اخلاق کیا ہیں۔ اور ان کی پابندی ایک مسلم کے لئے اعلیٰ روحانی مدارج کے حصول کے لئے ضروری ہے اخلاق روحانیت نہیں ہیں بلکہ روحانیت کے حصول کی پہلی سیڑھی ہیں اگر ہم اسلام لانے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ سے اپنا کوئی تعلق محسوس نہیں کرتے تو گو ہم ایک آگ سے نکل آئے ہیں۔ مگر اس مقصد کو ہم نے ہرگز حاصل نہیں کیا جس کے لئے ہم پیدا کئے گئے ہیں یہ بھی یاد رکھیں کہ جب تک سلسلہ کے مرکز سے نو مسلموں کو ایسا ہی تعلق پیدا نہیں ہوتا جس طرح کہ یہاں کے لوگوں کو ہے اس وقت تک ان کا ایمان محفوظ نہیں پس ان میں ایمان کی حفاظت کی فکر کریں اور خلیفۂ وقت اور قادیان سے ان کا ذاتی تعلق پیدا کرنے کی کوشش کریں یاد رکھیں کوئی قوم بحیثیت قوم جمع نہیں رہ سکتی جب تک کہ اس جمع کرنے والی رسی مضبوط نہ ہو پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہی خواہی اور دنیا کی خاطر تکالیف کے اٹھانے کے واقعات بتا بتا کر ان لوگوں کے دل میں آپ کی اور سلسلہ کی محبت کو ایسا مضبوط کریں کہ فلسفی ایمان سے نکل کر وہ عاشقانہ ایمان پر قائم ہو جائیں کہ اس ایمان کے بغیر نجات نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ قرآن کریم اور حدیث کے ساتھ جاری رکھیں اور کبھی کبھی آپ کی کتب سے خاص احمدیوں کے جلسوں میں لیکچر دیا کریں تا کہ ان کو بھی ان کتب سے دلچسپی پیدا ہو اسی طرح میرے خطبوں

میں چونکہ واقعات حاضرہ کو مدنظر رکھا جاتا ہے ان سے بھی مضامین لوگوں کو سناتے رہا کریں یہ یاد رکھیں کہ جسطرح بعض لوگ قربانیوں سے بھاگ جاتے ہیں بعض لوگ قربانیوں سے مضبوط ہو جاتے ہیں اور ایسے ہی لوگوں کو خدا پسند بھی کرتا ہے پس لوگوں کو ہمیشہ سلسلہ کے لئے قربانیاں کرنے کی تعلیم دیتے رہا کریں اور یہ تحریک جاری رکھا کریں اس سے آہستہ آہستہ لوگ مضبوط ہو جائیں گے دعاؤں پر زور دیں اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دیں یہ چیز دل کے لئے عجیب تسکین دہ ہے۔ دل دعا سے مضبوط ہوتا ہے اور ایمان سیراب ہوتا ہے ایمان کا پہلا ثمرہ دعا ہے۔ اور دعا کا پہلا ثمرہ ایمان ہے جسطرح ہر بیج درخت سے پیدا ہوتا ہے اور ہر درخت بیج سے ہوتا ہے اسی طرح دعا ایمان سے پیدا ہوتی ہے اور ایمان دعا سے پیدا ہوتا ہے اور پھر نہیں کہہ سکتے کہ کون کس سے پیدا ہوا ہے۔

قرآن مجید پر تدبر کرتے رہیں اور یورپ کے خیالات کی رو میں بہنے سے بچیں انسان بعض دفعہ غیر معلوم طور پر اثر قبول کرتا ہے اور یہی خطرناک ہوتا ہے۔ مبلغ کو ایک چٹان ہونا چاہیئے جس پر لوگ آکر نجات حاصل کریں نہ کہ ایک گھاس کا گٹھا جو نہ دوسروں کو پناہ دے اور نہ خود اس کا کوئی مقام ہو۔ چاہیئے کہ اپنے ایمان کو خدا کے نور سے مضبوط کرنا ہے اور اس کا طریق یہ ہے کہ وہ ہر ایک امر کی منفردانہ طور پر نہ دیکھے بلکہ اس طرح دیکھے کہ کیا یہ اسلامی روح کے مطابق ہے اس طرح غور کرنے سے ایسی کئی باتیں جو چھوٹی نظر آتی تھیں بڑی نظر آنے لگیں گی۔ اور وہ ٹھوکر سے بچ جائے گا اور پھر بھی جو بات سمجھ نہ آوے اس کے متعلق مرکز سے دریافت کرنا چاہیئے کیونکہ اس بات کا صحیح اندازہ مرکز سے ہی لگ سکتا ہے کہ حقیقت اور روح کیا ہے۔"

"عورتوں سے مصافحہ کرنے کی رسم کو اب چھوڑنا چاہیئے اور خود عورتوں کے اندر یہ احساس پیدا کرنا چاہیئے کہ وہ اس سے بچیں جب عورتوں کی ایک ایسی جماعت تیار ہو جائیگی تو وہ خود دوسروں کو سنبھال لیں گی یاد رکھیں عورتوں میں ایمان کی ایک خاص مناسبت ہے ایک دو مخلص عورتوں کو منتخب

سمجھا کہ وہ باتیں جو عورتوں سے متعلق ہیں۔ ان کے دلوں میں خوب رچا دیں پھر دیکھیں کہ وہ کس طرح مسلول بن کر دوسری عورتوں کو اپنا ہم خیال بنا لیتی ہیں یہ کام بغیر عورتوں کی مدد کے نہ ہوگا۔"

"ایسے تمام مواقع سے بچیں جو تہمتوں کا موجب ہوں اور ایسی تمام مجالس سے بچیں جو لغو کاموں پر مشتمل ہوں کہ یہ تبلیغ کے کاموں میں روک ہو جاتے ہیں اپنی زندگی سادہ اور بے تکلف بنائیں اور اپنی موجودہ زندگی کو یاد رکھیں انسان جب دوسروں کو دیکھتا ہے تو بھول جاتا ہے کہ وہ پہلے کس طرح رہتا تھا صرف اس خیال سے کہ لوگ میرا رعب نہیں مانیں گے ایسی زندگی بسر نہ کریں جو یہاں کی رہائش کے مقابلہ میں عیاشانہ اور آرام طلبی کی زندگی کہلا سکتی ہے۔ چاہیئے کہ اپنا لباس اسلامی رکھیں یہ مطلب اسلامی لباس سے وہ لباس ہے جو خدا کے مقدسوں نے پسند کیا یعنی لمبے کوٹ اور نماز میں سہولت پیدا کرنے والا لباس یا دریوں میں بھی اس لباس کا رواج بتاتا ہے کہ مسیح علیہ السلام بھی ایسا ہی لباس پہنتے تھے پس یورپین فیشن کو اختیار نہ کریں کوٹ کی بجائے ہماری طرز کا ہی کھلا کوٹ بلکہ چونکہ وہاں سردی زیادہ ہوتی ہے عبا کی طرز کا کوٹ ہو پتلون کی بجائے اونی ڈرائرز اور اوپر شلوار یا ایسا ہی دیسی لباس جس سے نماز میں آسانی رہتی ہے انگریزی ٹوپی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سخت ناپسند تھی یہ حرام نہیں مگر ہمیں اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے پس یا پگڑی باندھیں یا ٹوپی کا استعمال کریں پگڑی قریب تر اسلامی شعار ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہایت پسند تھی ایسے لباس بجائے تبلیغ میں روک ہونے کے اس کے لئے ایک محرک ہو جاتے ہیں اور ظاہری طرز کے نہ بدلنے سے دل کو بھی وہ تقویت حاصل ہوتی ہے جس سے وہ بھی نہیں بدلتا۔ مفصل رپورٹیں بھیجتے رہا کریں اور میری ان ہدایات کو مدنظر رکھ کر ان کے مطابق رپورٹیں بھیجیں اور یاد رکھیں کہ پہلے کارکنوں کے راستے میں جو روکیں اور مشکلات تھیں وہ آپ کے راستے میں نہ ہوں گی پس جو کامیابی آپ کو ہوگی وہ خدا کے فضل سے ان کی کوششوں کے نتیجہ میں ہوں گی۔ پس ان کے کاموں میں عیب نکالنے کی طرف مائل نہ ہوں۔ بلکہ ان

کی خدمات کا دل اور زبان اور قلم سے اعتراف کریں کہ احسان فراموشی اور ناشکری خطرناک جرائم میں سے ہے ہر ایک میں نقص ہوتے ہیں اگر ان میں کوئی نقص نظر آئیں تو اسی طرح آپ میں بھی نقص ہوں گے پس ایک دوسرے کے عیب تلاش کرنے میں عمر کو ضائع نہ کریں بلکہ ایک دوسرے کی مدد سے عیبوں کو دور کرنے کی کوشش کریں مومن کے لئے بمنزلہ آئینہ ہوتا ہے پس چاہیئے کہ اس میں اپنی شکل کو دیکھے نہ کہ آئینہ پر حرف گیری کرے زندگی کا اعتبار نہیں اس امر کو خوب یاد رکھیں کہ ہم آدمیوں کے پرستار نہیں خدا کے بندے ہیں جو شخص بھی جب بھی مسند خلافت پر بیٹھے اس کی فرمانبرداری کو اپنا شعار بنائیں اور یہی روح اپنے نیچے کے لوگوں میں پیدا کریں اسلام تفرقوں سے تباہ ہوا اور اب بھی سب سے بڑا دشمن یہی ہے کاش انسان اس دل کو نکال کے پھینک دیتا جو انانیت کی وجہ سے سلسلہ کے مفاد کو قربان کرنے کی تحریک کرتا ہے گو بعض دفعہ نیکی کے رنگ میں بھی یہ تحریک ہوتی ہے مگر من فارق الجماعۃ فلیس منا۔

سابقون کا ایک حق ہوتا ہے اس حق کو ہماری جماعت نے بالکل نہیں سمجھا اور اس کی سزا سے اس کو نئے پیغامیوں کے جدا ہونے پر خیال کر لیا گیا ہے کہ ہر ایک جو بڑا ہے اسے چھوٹا ہو جانا چاہیئے یہ ایک مرض ہے نہ معلوم اس کا انجام کیا ہوگا اللہ رحم کرے اللہ رحم کرے۔ اللہ رحم کرے۔ بجائے پکڑنے کی انہیں آنکھیں دے اور بجائے گرفتار کرنے کے اصلاح کی توفیق دے جب تک قدیم لوگ جنہوں نے انیس ۱۹۰۰ء سے پہلے کے زمانہ میں دین اور سلسلہ کی خدمت کی ہے عظمت اور قدر کی نگہ سے نہیں دیکھے جائیں گے اور جب تک وہ اپنے ایمان پر قائم ہیں ان کی کمزوریوں کے باوجود ان کا ادب و احترام نہیں کیا جائیگا وہ روح جماعت میں پیدا نہ ہوگی جو مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت میں پیدا کرنی چاہی تھی نئے لوگ شاید انتظام اچھے کر دیں گے مگر وہ دل اچھے نہیں کر سکیں گے جو پہلوں کو نکال کر خود ان کی جگہ لینا چاہتے ہیں خدا تعالیٰ صبر نہیں کرے گا۔ جب تک ان کو نہ نکال لے اور یہ خوف کا مقام ہے پس سابقوں کی محبت کو اپنے دل میں پیدا کریں۔ اگر ایمان کی لذت حاصل کرنا چاہتے ہیں کیا لوگوں کے لئے یہ کافی نہیں کہ وہ اس

وقت خدا کے رسول کی اتباع کر رہے تھے جب وہ اس کو جھوٹا سمجھتے تھے۔"

لوگ میری طرف دیکھتے ہیں حالانکہ میں تو اصلاح کے مقام پر کھڑا ہوں۔ اور کون ہے جو مجھ سا دل رکھتا ہے۔ پہلے میرے جیسا بے کینہ دل لانے پھر میری طرح دوسروں کے نقص پر گرفت کرے پہلے میرے مقام پر کھڑا ہو پھر کسی کے عیب کو پکڑے۔ میں تو جو کچھ کہتا ہوں محبت سے کہتا ہوں میرا غصہ بھی محبت ہے۔ اور میری ناراضگی بھی محبت ہے کیونکہ میں رحمت میں پلا ہوں اور رحمت میں پرورش پائی اور رحمت مجھ سے ہو گئی۔ اور میں رحمت ہو گیا۔"

خوب یاد رکھیں کہ ایمان بلا ہمدردی نہیں لیکن ہمدردی بلا ایمان کے ہو جاتی ہے پس مبلغ کا قدم نہایت نازک مقام پر ہے وہ بلا ہمدردی ایمان سے محروم رہا جاتا ہے اور ایک بے ایمان شخص ہمدردی کی وجہ سے ایمان داروں میں خیال کیا جاتا ہے اور اس طرح پر دوہرا نقصان اٹھا رہا ہے خود ایمان سے محروم ہوتا ہے اور لوگوں کو ایمان سے محروم کرا دیتا ہے کیونکہ لوگ اس کی روشنی کو دیکھ کر اس کو ایمان سے کورا سمجھ لیتے ہیں اور ایک دوسرے مذہب میں ہمدردی کا مادہ پاکر اسے ایماندار خیال کر لیتے ہیں۔ پس چاہیئے کہ مبلغ اسلام نہایت ہمدرد ہو صرف نام سے نہیں بلکہ کام سے اس کے الفاظ اس کے کام بلکہ اس کی آنکھیں اس کی ہمدردی ظاہر کر رہی ہوں۔ یہ خیال نہ کریں کہ معاملہ خدا سے ہے وہ دل کو جانتا ہے بے شک خدا دل کو جانتا ہے مگر خدا نے انسان کی بعض صفات کو ایسا بنایا ہے کہ جب تک ان کا اظہار نہ ہو ان سے لوگ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔"

"حسابات رکھنے اور اپنے کام سیکھنے میں محنت سے کام لیں حساب کا رکھنا بے اعتباری کی علامت نہیں بلکہ اعتبار کے مضبوط کرنے اور بے اعتباروں کو بھی اعتبار سکھانے کا ذریعہ ہے اور کام بلا غور اور محنت کے نہیں آتا۔ خالی اخلاص انسان کو کام نہیں سکھا دیتا بلکہ وہ شخص جو یہ خیال کرے کہ اس کا اخلاص اسے سب کچھ سکھا دے گا در حقیقت وہ اخلاص سے خالی ہے کیونکہ اگر اس میں اخلاص ہوتا تو سستی کیوں کرتا اور کیوں ایک عیبت میں پھنسے ہوئے انسان کی طرح کام کے سیکھنے میں نہ لگ جاتا۔"

"اخبار کو ایڈٹ کرنے کا وہ طریق بہترین ہے جو مفتی صاحب نے اختیار کر رکھا ہے چھوٹے چھوٹے مضامین ہوں اور دل کو لبھانے والے ہوں۔ لیکچروں میں بھی وہاں یہی طریق اختیار کریں لمبا نہ ہو پہلے عام طور پر اس پر غور کیا ہوا ہو اور چاہیئے کہ واقفیت بڑھانے کی عادت ڈالیں اس کے بغیر مبلغ کامیاب نہیں ہو سکتا ہر راستہ چلتا شخص آپ کا دوست بن جائے تب آپ کامیاب ہو سکتے ہیں۔"

یہاں کے کارکنوں کی تحریروں کا احترام اور ان کا احترام ضروری ہے وہ مرکزی عہدیدار ہیں اگر آپ کے خلاف مرضی بھی کام کریں تو ان کے ادب کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے۔ اور نہ کبھی مایوسی کو پاس پھٹکنے دینا چاہیئے۔ مایوس انسان کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ وہی شخص کامیاب ہوتا ہے جو تلوار کے نیچے بھی اپنی آئندہ کوششوں پر غور کر رہا ہو۔ وہاں کی جماعت کو میرا اسلام کہدیں اور کہدیں کہ جسم دور ہیں لیکن دل آپ کی محبت سے سرشار ہیں اور میں آپ کو اپنے جسم کا حصہ سمجھتا ہوں اور مجھے آپ لوگ اسی طرح عزیز ہیں جس طرح یہاں کے لوگ عزیز ہیں ہاں چاہتا ہوں کہ ان کی طرح بلکہ ان سے بڑھکر آپ لوگ دین کے سیکھنے میں کوشش کریں اور دین کی خدمت میں حصہ لیں کیونکہ مومن کو ایمانی معاملات میں بڑھ بڑھ کر قدم مارنا چاہیئے پس آپ لوگ دین کے سیکھنے میں کوشش کریں اور دین کی خدمت میں حصہ لیں اور اسلام کو روشن شکل میں دیکھیں اور دوسروں کو دکھا دیں۔"

(الفضل ۲۵ر جنوری ۱۹۲۳ء)

حضرت مولوی رحمت علی صاحب رضی اللہ عنہ کو نصائح۔

ستمبر ۱۹۲۵ء میں حضرت مولوی رحمت علی رضی اللہ عنہ صاحب کو انڈونیشیا رخصت فرماتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے بعد از نماز صبح پنجابی زبان میں نصائح فرمائیں۔ جن کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"اپنے کام کو محنت اور سرگرمی سے کرنا اور مباحثہ کا طریق نہ اختیار کرنا چاہیئے اس سے خرابی پیدا ہوتی ہے بعض لوگوں کو علم کا گھمنڈ ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں سے الگ گفتگو کرنی چاہیئے سر عام کرنے سے بحث کا رنگ پیدا ہو گا اور بعض دفعہ وہ ضد پر آجاتے ہیں اور دوسروں کی بھی ضد کا موجب ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو کچھ سمجھنے لگ جاتے ہیں اس سے حتی الوسع بچنا چاہیئے۔ ایسا ہی جو لوگ علماء کہلاتے ہیں ان سے بھی علیحدگی میں گفتگو کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور انہیں عام مجمعوں میں گفتگو کرنے کے نقصانات سے آگاہ کرنا چاہیئے تبلیغ کا کام یکدم زور سے نہیں بلکہ آہستہ آہستہ کرنا چاہیئے تاکہ شریروں کو شرارت اور مقابلہ کا موقع ہی نہ ملے سنت اللہ بھی اسی طرح جاری ہے کہ ابتداء میں ہمیشہ آہستگی سے شروع کیا گیا ہے لوگ جب بڑے بڑے لوگوں کی تحریک کو قبول کرتے دیکھتے ہیں تو خود بھی آسانی سے قبول کر لیتے ہیں۔ پس ملک کے بڑے بڑے لوگوں کو تبلیغ کرنا اور ان سے تعلق پیدا کرنا نہ بھولیں۔ ملک میں جو بھی گورنمنٹ ہو اس کی وفاداری کی جائے اور سیاسی امور میں دخل نہ دیا جائے بیشک اس سے اپنے حقوق مانگے جائیں مگر کوئی شورش یا ہنگامہ نہ ہو۔ امن کے ساتھ سب کارروائی ہو۔ ہمارے نزدیک خوشامد کوئی اچھی چیز نہیں اور نہ ہم خوشامد کرتے ہیں۔ ہم اپنے مطالبات شریفانہ رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ اور شورش پیدا نہیں کرتے خوشامد نفاق اور بے ایمانی ہمارا کام نہیں ہماری پالیسی اور مذہب یہ ہے کہ ہم غداری اور بغاوت اختیار نہ کریں اور امن اور ایمان داری سے کام کو کریں ہمارا اصل کام تو یہ ہے کہ امن ہو کیونکہ اس سے دین و دنیا دونوں درست رہتے ہیں۔ اپنے کام کی رپورٹ ضرور بھیجنی چاہیئے کام کرنا اور رپورٹ بھیجنا یکساں فرض ہے کام نہ کر کے غلط رپورٹ بھیجنے سے جو قباحت اور نقصان ہے اتنا ہی کام کرنے اور رپورٹ نہ بھیجنے میں ہوتا ہے پس رپورٹ مرکزی دفتر میں بھی بھیجنی چاہیئے اور میرے پاس بھی آنی چاہیئے۔ جہاں جماعت قائم ہو وہاں انجمن ضرور قائم کرنی چاہیئے اور انجمن کو باقاعدہ کرنے کے ساتھ ان لوگوں کو تبلیغ کی عادت ڈالنی چاہیئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں سے ٹھوس دلائل کو ایک کاپی پر لکھا رکھنا چاہیئے تاکہ جو لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا پوری طرح مطالعہ نہیں کر سکتے وقتاً فوقتاً انہیں دلائل نوٹ کر کے استعمال کر کے سکھائے جا سکیں پھر انہیں لوگوں کو آہستہ آہستہ مزید تربیت دے کر کام پہ لگایا جا سکتا ہے خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیئے اس سے بھی مفید نتائج پیدا ہوتے ہیں کام کرنے اور کام لینے سے اخلاص بڑھتا ہے اور قربانی کی روح پیدا ہوتی ہے چندہ میں سے نصف مقامی ضروریات کے لئے رکھا جائے اور نصف حصہ مرکز میں بھیجا جایا کرے ہمارے مبلغین جو باہر جاتے ہیں وہ نمونہ ہوتے ہیں پس عمدہ نمونہ ہو تا لوگ اس نمونہ کو دیکھ کر احمدیت کی حقیقت کو سمجھیں"

(الفضل ۱۵ر ستمبر ۱۹۲۵ء)

۲۲ر نومبر ۱۹۲۹ء کے خطبہ جمعہ میں حضور نے فرمایا۔"

"مبلغین خاص طور پر ان مقامات میں بھجوائے جائیں جہاں ابھی تک کوئی جماعت نہ قائم ہو ہماری جماعت میں ایک روک ہے عام طور پر ہمارے مبلغین انہی مقامات پر جاتے ہیں جہاں پہلے جماعتیں موجود ہیں ہر مبلغ کے لئے ایسے مقامات کے دورے لازمی کر دیئے جائیں جہاں پہلے کوئی احمدی نہیں تاکہ نئی جماعتیں قائم ہوں جس جگہ پہلے ہی کچھ لوگ احمدی ہوتے ہیں وہاں پھر جماعت جلدی ترقی نہیں کرتی کیونکہ لوگوں میں ضد پیدا ہو جاتی ہے لیکن اگر مبلغین کو نئے مقامات پر بھیجا جائے تو ہر ایک کے لئے ماہ ڈیڑھ ماہ میں پانچ سات نئے آدمی جماعت میں داخل کرنا کچھ مشکل نہیں اور اس طرح پہلی جماعتوں میں بھی از سر نو جوش پیدا ہو سکتا ہے کیونکہ جب ان کے قرب و جوار میں نئی جماعتیں قائم ہو جائیں تو وہ بھی زیادہ جوش اور سرگرمی سے کام کریں گی۔"

(الفضل ۱۷ر دسمبر ۱۹۲۹ء)

حضرت حکیم فضل الرحمن صاحب رضی اللہ عنہ کی مغربی افریقہ سے واپسی پر ان کے اعزاز میں دعوت کے موقع پر فرمایا

میں مبلغوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ ان کو مدنظر ہمیشہ روحانیت ہونی چاہیئے مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کئی کی نظروں میں یہ پوشیدہ ہو جاتی ہے اور وہ ظاہری تعریفوں پر نظر رکھتے ہیں انہیں یہ خواہش نہیں ہوتی کہ خدا سے تعلق پیدا کریں اس کے فضل کی چادر میں اپنے آپ کو لپیٹ لیں ایسے لوگ وہ خدا کے فیوض سے محروم ہو جاتے ہیں۔ کئی لوگ ہیں جو کہتے ہیں ہمارے دل میں روحانیت کے حصول کے لئے درد پیدا ہوتا ہے مگر ہماری کوشش کی نہیں کھلتی لیکن میں سمجھتا ہوں ان کے سوز و درد اور تڑپ میں کمی ہوتی ہے (الفضل ۱۱ر فروری ۱۹۳۰ء)

جماعت احمدیہ کے بارہ میں

حکومت پاکستان کا خلاف قرآن و سنت آرڈیننس

از محترم مولوی بشیر احمد صاحب دہلوی ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان دارالامان

صدر پاکستان ضیاء الحق صاحب ایک عرصہ سے مولویوں کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ اور اس امر کے لئے کوشاں ہیں کہ پاکستان میں احمدیوں کے خلاف اشتعال پیدا ہو۔ نتیجۃً دنگے اور فسادات ہوں۔ جن سے فائدہ اٹھا کر وہ اپنی کرسی صدارت کو مضبوط کر سکیں۔ اس امر کا ثبوت ان باتوں سے ملتا ہے جو جماعت احمدیہ کے بارہ میں آرڈیننس جاری کرنے سے پہلے مختلف جگہوں پر سرانجام دی گئیں۔ مثلاً ماہ ستمبر ۱۹۸۳ء میں صدر صاحب کراچی میں ایک محفل میں تقریر کر رہے تھے کہ دوران تقریر ایک مولوی صاحب کھڑے ہوئے اور موضوع تقریر سے بالکل غیر متعلق یہ سوال کیا کہ

"آپ واضح کریں کہ احمدیوں کے متعلق آپ کا کیا عقیدہ ہے ضیاء صاحب نے یہ تسلیم کیا کہ اس وقت کے موضوع سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ لیکن سوال کی اہمیت کو سراہتے ہوئے جواب دیا کہ میں احمدیوں کو کافر بلکہ کافروں سے بھی بدتر سمجھتا ہوں۔ اگر آپ اس جواب سے خوش نہیں تو میں اس سے بھی زائد بہت کچھ کہنے کو تیار ہوں"

(جنگ ۸ ار ستمبر ۱۹۸۳ء)

صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ غیر متعلق سوال اس موقع پر کسی بھاڑے کے ٹٹو مولوی سے کرایا گیا اور صدر صاحب کے جواب سے یہ عیاں ہے کہ موصوف پاکستان کے عوام کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس تحریک میں نہ صرف وہ خود شامل ہیں بلکہ اسے حکومت کی سرپرستی حاصل ہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد صدر صاحب نے ایک تقریر میں کھل کر فرمایا

"اگر احمدی اپنی تبلیغی کارروائیوں سے باز نہ آئے تو حکومت اور عوام مل کر اُن کا سر کچل دیں گے"

اس قسم کا پروپیگنڈہ کرتے ہوئے جب ایک عرصہ گذر گیا اور صدر صاحب نے سمجھا کہ عوام کالانعام احمدیوں کے خلاف میرا ہی ساتھ دیں گے تو ۲۶ر اپریل ۱۹۸۴ء کو نہایت ہی ظالمانہ اور قرآن و سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل خلاف ایک آرڈیننس جاری کر دیا جس کا ملخص یہ تھا۔

الف:۔ احمدی خود کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔

ب:۔ احمدی اپنے عقائد کی تبلیغ نہیں کر سکتے۔

ج:۔ احمدی اپنی عبادتگاہوں کو مسجد نہیں کہہ سکتے۔

د:۔ احمدی نماز سے قبل اذان نہیں دے سکتے۔

آرڈیننس میں یہ بھی کہا گیا کہ اگر احمدی خود کو مسلمان کہیں گے۔ اپنے عقائد کی تبلیغ کریں گے۔ اپنی عبادتگاہوں کو مسجد کہیں گے اور نماز سے قبل اذان دیں گے تو وہ ایسے جرائم کے مرتکب ہوں گے جو ناقابل ضمانت ہیں۔ اور خلاف ورزی پر تین سال قید کی سزا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکیں گی۔

اس آرڈیننس کے اجراء کے بعد صدر کابینہ کے وزیر غلام دستگیر نے گوجرانوالہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ

"صدر نے ہرگز کسی کے دباؤ میں آکر یہ حکم نامہ جاری نہیں کیا بلکہ یہ اُن کا ذاتی کارنامہ ہے"

اور صدر پاکستان کی بیگم صاحبہ جو اسلامی دستور کے مطابق وہ پردے کی پابند نہیں نے احمدیوں کے بارہ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ حال ہی میں صدر مملکت نے قادیانیوں کے بارہ میں جو آرڈیننس جاری کیا ہے اس سے تمام شکوک و شبہات بالکل دور ہو جانے چاہئیں کہ ہمارا قادیانیت سے کوئی تعلق نہیں۔

(ہفت روزہ استقلال ۱۹ر جون ۱۹۸۴ء)

ضمناً یاد آیا کہ ضیاء صاحب جو بزعم خود پاکستان سے اسلامی معاشرہ اور اسلامی قوانین قائم کرنے کے مدعی ہیں کچھ عرصہ قبل ناوابستہ ممالک کی کانفرنس میں شرکت کے لئے جب دہلی تشریف لائے تو سابق وزیر اعظم ہند اندرا گاندھی سے ملتے وقت ان سے معانقہ کیا تھا اس موقع کے فوٹو تمام ہندوستان و پاکستان کے اخبارات میں شائع ہوئے تھے۔ غالباً ان کے نزدیک نامحرم عورت سے مصافحہ کرنے کی اسلام نے کھلی اجازت دی ہے تبھی تو اسلامی ملک کے سربراہ نے نامحرم عورت سے کھلے عام ہاتھ ملایا۔ خیر یہ تو ایک ضمنی بات تھی جماعت احمدیہ کے خلاف جو آرڈیننس پاس کیا گیا اس کی بظاہر یہی اغراض نظر آتی ہیں۔

الف:۔ صدر پاکستان اپنی کرسی کو مضبوط کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔

ب:۔ اپنے انکل سام (امریکہ) کی زیادہ سے زیادہ حمایت حاصل کر سکیں۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ امریکہ کے نائب صدر کے دورہ پاکستان پر آنے سے چند دن قبل یہ آرڈیننس جاری کیا۔

ج:۔ پاکستان کی سیاسی جماعتوں کو یہ بتانا مقصود تھا کہ تمہارے خلاف کسی قسم کی طاقت استعمال کرنے میں ہمیں کوئی جواز تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔ جس اسلام کے نام پر ہم نے احمدیوں کے حقوق کو کچل کر رکھ دیا ہے۔ اس اسلام کے نام پر تمہارے سیاسی حقوق کو کچل دیا جائیگا۔

د:۔ یہ اندازہ لگایا گیا تھا کہ اس آرڈیننس کے بعد احمدی طیش میں آکر ہنگامے شروع کریں گے۔ ان ہنگاموں کا بہانہ لے کر انتخابات کو ملتوی کر دیا جائیگا۔

چنانچہ آرڈیننس کے بعد مولویوں کو کھلی چھٹی دے دی گئی کہ وہ جس طرح بھی ہو احمدیوں کی دل آزاری کریں۔ اور پولیس کو یہ ہدایات دی گئیں کہ مولوی جو بھی سچے جھوٹے الزامات احمدیوں پر لگائیں اس میں ان کی پوری پوری حمایت کی جائے تاکہ پاکستان میں ہنگامے شروع ہو جائیں۔ نتیجۃً انتخابات کو ملتوی کیا جا سکے لیکن ع

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

احمدیہ جماعت جو پابند قانون جماعت ہے اس نے ہنگامہ آرائی سے احتراز کیا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ نے تمام احمدیوں کو توجہ دلائی کہ وہ اپنی آہ و بکا خدا کے حضور پیش کریں۔ اور اس نازک وقت میں خدا سے مدد مانگیں۔ اور اب جبکہ ہم یہ سطور لکھ رہے ہیں اپنی کرسی صدارت کو محفوظ کرنے کے لئے ریفرنڈم کا ڈھونگ رچایا گیا ہے۔ کیونکہ احمدیوں کے خلاف آرڈیننس پاس کرنے کے بعد حسب توقع کامیابی نہیں ہوئی۔

جماعت کے بارہ میں آرڈیننس چونکہ خلاف قرآن اور سنت تھا۔ جس میں نہایت ہی بے دردی سے انسانی حقوق کو پامال کیا گیا تھا۔ جس کی قرآن ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے چند احمدی حضرات نے وفاقی شرعی عدالت کی طرف رجوع کیا اور ایک مدلل درخواست دی کہ ضیاء صاحب کا یہ آرڈیننس قرآن اور سنت کے خلاف ہے۔ وفاقی شرعی عدالت نے اس کی سماعت کی اور احباب جماعت احمدیہ کی درخواست کو رد کرتے ہوئے ان کے خلاف فیصلہ دیا۔ اس فیصلہ کی خبر ۲۸ر اکتوبر ۱۹۸۴ء کو پاکستان کے ریڈیو اور ٹیلیویژن نے اپنے نیوز بلیٹن میں دی۔ اور ۲۹ر اکتوبر کو پاکستانی اخبارات میں بھی یہ خبر شائع ہوئی اور کئی دنوں بعد ہندوستانی مسلم اخبارات میں بھی یہ خبر آئی۔

احمدیوں کی طرف سے صدارتی آرڈیننس کے بارہ میں یہ چیلنج کیا گیا تھا کہ یہ آرڈیننس قرآن اور سنت کے مطابق نہیں۔

۲۸ر اکتوبر ۱۹۸۴ء کی خبر میں یہ بتایا گیا کہ وفاقی شرعی عدالت نے اس آرڈیننس کے خلاف احمدیوں کی دی گئی درخواست کو رد کر دیا ہے۔ اور قرآن و سنت اور سُنّی و شیعہ دونوں فرقوں کے متفقہ اور نامور مفسرین کی تشریحات کو پیش کرتے ہوئے یہ فیصلہ دیا ہے کہ

۱۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ قطعی طور پر ختم ہو چکا ہے اور یہ کہ حضور آخری نبی تھے۔ جن کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا۔

۲۔ حضرت عیسیٰ اس دنیا میں اُمت مسلمہ کے ایک فرد اور اسلامی شریعت کے پیروکار کے طور پر ظاہر ہوں گے اور یہ کہ مرزا غلام احمد (علیہ السلام ناقل) نہ مسیح موعود تھے نہ مہدی بلکہ .... (اس کے بعد حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی شان میں نہایت ہی گستاخانہ الفاظ استعمال کئے)۔

وفاقی عدالت نے اس موقع پر جو زبان استعمال کی اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں جو تحقیر اور اہانت کے الفاظ استعمال کئے ان پر ہم بدر کی ایک گذشتہ اشاعت میں تبصرہ کر چکے ہیں اور یہ بتا چکے ہیں کہ عدالتیں اس قسم کی گھٹیا اور غیر مہذبانہ زبان استعمال نہیں کیا کرتیں۔ یہ زبان تو آج کل کے مولویوں

کو ہی زیب دیتی ہے۔ ججوں کی زبان تو بہت شستہ، غیر جانبداری اور روا داری پر مبنی ہوتی ہے۔ لیکن افسوس کہ وفاقی شرعی عدالت نے عدالتی ضابطہ اخلاق کو خیر باد کہتے ہوئے نہایت ہی گھٹیا زبان استعمال کرکے جہاں ڈیڑھ کروڑ احمدیوں کے دلوں کو دکھایا وہاں یہ بھی ثابت کیا کہ یہ عدالت غیر اسلامی اور غیر شرعی ہے کیونکہ اسلام اور قرآن مجید ہرگز ہرگز اس تبرہ بازی کی اجازت نہیں دیتا۔ قرآن مجید تو اس بارہ میں صاف فرماتا ہے۔

"لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ"

(سورۃ انعام ع ۱۳)

ترجمہ:۔ اور تم ان لوگوں کو جو اللہ کے سوا پکارتے ہیں گالیاں نہ دو۔ ورنہ وہ دشمن ہو کر جہالت کی وجہ سے اللہ کو گالیاں دیں گے۔۔ معلوم ہوتا ہے کہ وفاقی شرعی عدالت کے ججوں کی سیٹوں پر بھی مولوی صاحبان ہی براجمان ہیں جو قرآن مجید کی تعلیم کے خلاف غیر شستہ زبان استعمال کر رہے ہیں۔

آج ہم وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ کے اس حصہ پر تبصرہ کرنا چاہتے ہیں کہ کیا صدر پاکستان کا آرڈیننس قرآن اور سنت کے مطابق ہے۔ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ کی بابت پاکستان ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے جو اعلان ہوا اس میں صرف یہ کہا گیا ہے کہ وفاقی شرعی عدالت نے احمدیوں کی درخواست کو رد کر دیا اور قرآن و سنت اور سنی و شیعہ دونوں فرقوں کے متفقہ اور نامور مفسرین کی تشریحات کو پیش کرتے ہوئے یہ فیصلہ دیا ہے۔ قرآن مجید سے دی گئی کسی ایک دلیل کا بھی ذکر اعلان میں نہیں کیا گیا۔ ریڈیو وغیرہ پر یہ بھی اعلان ہوا تھا کہ وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ ۲۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ کیا ہم یہ کہیں کہ ۲۲۴ صفحات سنی و شیعہ مفسرین ہی کی ذاتی تشریحات سے بھر دیئے گئے ہیں اور اس میں کوئی نص قرآنی پیش نہیں کی گئی۔ وفاقی شرعی عدالت سے اس امر پر فیصلہ نہیں طلب کیا گیا تھا کہ اسلام کی نگاہ میں جماعت احمدیہ یا اس کے بانی کا کیا مقام اور کیا حیثیت ہے۔ قبضہ طلب نکتہ تو یہ تھا کہ آرڈیننس قرآن و سنت کے مطابق ہے یا نہیں۔ مثلاً آرڈیننس میں لکھا ہے کہ احمدی خود کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔ وفاقی شرعی عدالت نے اس آرڈیننس کی موافقت میں قرآن مجید سے کوئی نص پیش نہیں کی۔ اس کے برعکس ہم قرآن مجید کی نص پیش کرتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ احمدی بفضلہ تعالیٰ مسلمان ہیں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومنًا۔

(سورۃ نساء ع ۱۳)

کہ جو شخص تمہیں سلام کہتا ہے یہ نہ کہا کرو کہ تو مومن (مسلمان) نہیں۔

۱۹۵۵ء میں پاکستان میں ایک بہت بڑے عالم دین کی طرف سے مودودی جماعت پر یہ فتویٰ صادر کیا گیا کہ یہ جماعت گمراہ ہے۔ اس کے عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں۔ یہ جماعت بد دین ہے اس کے اصول درجہ کفر وضلالت تک پہنچانے والے ہیں۔ ان سے علیحدہ رہنا اشد ضروری ہے۔ واضح رہے کہ اس قسم کا فتویٰ علمائے دیوبند کی طرف سے بھی مودودی جماعت کے بارہ میں دیا جا چکا ہے۔ بہر حال مودودی جماعت کے پندرہ روزہ اخبار "المنبر" چنیوٹ کے مدیر مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف نے یہ فتویٰ اپنے اخبار میں شائع کیا اور اس کے جواب میں "غیر مسلم کی حیثیت" کے زیر عنوان تحریر کیا کہ:۔

"اس سلسلے میں سب سے پہلے مسئلہ سامنے یہ آتا ہے کہ ایسے شخص کو یا گروہ کو جو اپنے آپ کو مسلم کہتا ہے کافر کہنے کے لئے کیا کسی احتیاط کی ضرورت ہے یا نہیں اور شریعت اسلامیہ نے اس بارہ میں جو ہدایات دی ہیں وہ کیا ہیں سب سے پہلے قرآن مجید سے ہمیں اس سوال کا جواب یہ ملتا ہے لا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومنًا تبتغون عرض الحیٰوۃ الدنیا فعند اللہ مغانم کثیرۃ کذالک کنتم من قبل فمن اللہ علیکم فتبینوا ان اللہ کان بما تعملون خبیرا۔

اور ایسے شخص کو جو تمہارے سامنے اطاعت ظاہر کرے یہ "دنیوی زندگی کے سامان کی خواہش میں" یہ مت کہہ دیا کرو کہ تو مسلمان نہیں کیونکہ خدا کے پاس بہت غنیمت کے مال ہیں پھر اللہ نے تم پر احسان کیا سو غور و تحقیق کرو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے (ترجمہ مولانا تھانوی صاحب)

(بحوالہ المنبر ۵ / اگست ۱۹۵۵ء)

اس نص قرآنی سے ثابت ہوا کہ ایسا شخص یا گروہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اُسے یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ تو مسلمان نہیں۔

پھر ایک موقع پر مودودی صاحب مسلمان کی تعریف کرتے ہوئے بخاری شریف کی حسب ذیل حدیث بیان کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "جس شخص نے وہ نماز ادا کی جو ہم ادا کرتے ہیں۔ اس قبلہ کی طرف رُخ کیا جس کی طرف ہم رُخ کرتے ہیں۔ اور ہمارا ذبیحہ کھایا وہ مسلمان ہے۔ جس کے لئے اللہ اور اس کے رسول کا ذمّہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے ذمہ میں اس کے ساتھ دغا بازی نہ کرو (یعنی ایسے شخص کو مسلمان کہو اور یہ نہ کہو کہ وہ مسلمان نہیں ہے۔ ناقل)"۔

(بحوالہ روزنامہ نوائے وقت ۲۶ / جنوری ۱۹۷۹ء)

قرآن مجید کی مذکورہ آیت اور بخاری شریف کی مذکورہ حدیث ہر دو کو سامنے رکھیں اور حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی حسب ذیل عبارت کا مطالعہ کریں۔

"ہم مسلمان ہیں۔ خدائے واحد لاشریک پر ایمان لاتے ہیں۔ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہیں۔ اور خدا کی کتاب قرآن اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خاتم الانبیاء ہے مانتے ہیں ...... اور نماز پڑھتے اور روزہ رکھتے ہیں اور اہل قبلہ ہیں اور جو کچھ خدا اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے اس کو حرام کہتے ہیں۔ اور جو کچھ حلال کیا اس کو حلال کہتے ہیں۔ اور نہ ہم شریعت میں کچھ بڑھاتے اور نہ کم کرتے ہیں"۔

(نور الحق حصہ اول صفحہ ۵)

کیا اس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ قرآن مجید اور حدیث کی رو سے احمدی مسلمان ہیں۔ اور کیا ایسا گروہ جو مسلمان ہے اس کو کافر کہنے کے لئے کسی احتیاط کی ضرورت ہے۔ نیز ان کو کافر قرار دینے میں کسی نص قرآنی کو پیش کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ شرعی وفاقی عدالت نے چونکہ اپنے فیصلہ میں کوئی نص قرآنی نہ ہی کوئی حدیث احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے سلسلہ میں پیش کی ہے۔ اس لئے صدر پاکستان کا آرڈیننس خلاف قرآن اور سنت ہے۔

اسی طرح آرڈیننس میں جو یہ کہا گیا ہے کہ احمدی اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کا نام نہیں دے سکتے۔ نیز احمدی اذان نہیں دے سکتے یہ بھی خلاف قرآن اور سنت ہے۔ قرآن مجید نے اس قسم کا حکم دینے والے کو ظالم قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا:۔

ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ وسعیٰ فی خرابھا۔ (البقرہ ع ۱۴)

ترجمہ۔ اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جس نے اللہ کی مساجد سے لوگوں کو روکا کہ ان میں اس کا نام لیا جائے اور اس کی ویرانی کے درپے ہوا۔

اذان مسجد کی آبادی کے لئے دی جاتی ہے اس کے ذریعہ مسلمانوں کو بُلایا جاتا ہے کہ مسجد میں آؤ اور نماز ادا کرو۔ لیکن صدر پاکستان نے احمدیوں کے لئے اذان بند کر کے ان کی مساجد کو ویران اور خراب کرنے کی کوشش کی اس لئے قرآن مجید کی اس آیت کی روشنی میں یہ آرڈیننس جہاں ظالمانہ ہے وہاں خلاف قرآن اور سنت ہے۔

آرڈیننس کی دیگر دفعات کی بھی یہی صورت ہے۔ اس لئے یہ پورے کا پورا آرڈیننس قطعی طور پر خلاف قرآن اور سنت ہے۔

احمدی بفضلہ تعالیٰ مسلمان ہیں۔ اسلام ان کا مذہب ہے اور بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ خاتم النبیین یقین کرتے ہیں۔ وہ اسی عقیدہ پر جئیں گے اور اسی عقیدہ پر مریں گے۔ مولویوں نے بھٹو سے یہ کہا تھا کہ اگر وہ احمدیوں کا نوّے سالہ مسئلہ حل کر دے تو اس کے بوٹ اپنی داڑھیوں سے پالش کریں گے۔ اس مسئلہ کو حل کراتے کراتے بھٹو کو تختہ دار پر چڑھا دیا گیا۔ اب معلوم نہیں ضیاء صاحب کا کیا انجام ہونا ہے۔ مجھے تو بھٹو سے بھی بدتر انجام نظر آرہا ہے۔ یہ مولوی تو احمدیت کے خلاف کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے اور

"خود تو ڈوبے ہیں صنم تمکو بھی لے ڈوبیں گے"

کے مطابق ضیاء صاحب کو یقیناً ڈبو کر رہیں گے۔ کیونکہ یہ مولوی لوگ حضرت مرزا صاحب سے نہیں لڑ رہے ہیں بلکہ اس خدا سے لڑائی کر رہے ہیں جس نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں کبھی فتح یاب نہیں ہو سکتے۔

۱۸۹۲ء میں علمائے ہند نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے خلاف تکفیر کا طوفان

(باقی ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۳۰ پر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کی دینی خدمات

راقم ایک درویش از امریکہ

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور نسل انسانی کے لئے ایک دائمی آسمان اور مکمل شریعت دُنیا میں پیش کرتا ہے اور اس کے بعد نہ کوئی نئی شریعت آسکتی ہے۔ اور نہ کوئی نیا رسول جو اس آخری شریعت کو منسوخ کر سکے قرآن شریف میں اصولی طور پر تمام وہ ضروری باتیں اور مسائل درج ہیں جن سے نسل انسانی کو پوری پوری رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بالصراحت فرما دیا ہے کہ

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی۔

یعنی اسلام ایک مکمل دین ہے جس میں لوگوں کے لئے تمام نعمتیں پوری کر دی گئیں ہیں۔ قرآن کے بعد کسی دوسری شریعت یا اسلام کے بعد کسی دوسرے دین کی طرف جھانکنے کی ضرورت نہیں اور اب قیامت تک کے لوگوں کے لئے یہی شریعت اور یہی دین کام آنے والی چیزیں ہیں اور ان سے ہی دُنیا کی نجات وابستہ ہے اسی لئے اسلام نے تمام لوگوں کو یہ ہدایت کی ہے کہ خواہ وہ کالے ہیں یا گورے' مشرقی ہیں یا مغربی' چھوٹے ہیں یا بڑے' جاہل ہیں یا عالم' حاکم ہیں یا محکوم' اعلیٰ ہیں یا ادنیٰ' غریب ہیں یا امیر اس دین کو قبول کر کے ہی اور اس پر عمل کر کے ہی نجات پا سکتے ہیں اور دینی عاقبت سنوار سکتے ہیں ہر سچے مسلمان کے لئے جو سچے دل سے اسلام کو دین خدا اور اکمل دین تسلیم کرتا ہے یہ ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے خالق اور مالک کی رضا کے حصول میں کوشاں رہے اور ایسے اعمال بجا لاتا رہے جو اسے دُنیا سے دور اور خدا تعالےٰ کے قریب لے جانے والے ہوں نیز کسی بھی غیر اللہ کی خوشنودی کی خاطر کوئی ایسا قدم نہ اُٹھایا جائے جو سراسر قرآن حکیم کی مقدس اور پاکیزہ تعلیم کے خلاف ہو۔

پاکستان کی حکومت نے بعض مولویوں کو خوش کرنے کے لئے خدا تعالیٰ اور اس کے مقدس رسول سرور کائنات خاتم النبین سید المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ تعلیم کے سراسر خلاف اور انسانی حقوق کو پاؤں تلے روندتے ہوئے اسلام کے ایک مشہور و معروف فرقہ جماعت احمدیہ سے متعلق ایک آرڈیننس جاری کیا ہے اسلام کی پندرہ سو سالہ تاریخ میں جس کی کوئی مثال نہیں ملتی اس کے شروع میں مذکور ہے کہ

"جب بھی ضرورت محسوس ہوئی قادیانیوں اور لاہوری گروپ کے احمدیوں کو اور دوسرے احمدیوں کو اسلام کے خلاف طرز عمل کو روک دیا جائیگا۔ صدر صاحب نے ضروری خیال کیا ہے کہ ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ ان کے خلاف فوری ایکشن لیا جائے۔"

دُنیا کا یہ عام دستور چلا آرہا ہے کہ جب بھی کسی فرد یا جماعت کے خلاف کوئی الزام لگا کر اُسے ملزم قرار دیا جائے تو اس کے لئے یہ ضروری سمجھا جاتا ہے کہ اس لگائے گئے الزام کے ثبوت میں کوئی مثال اور ثبوت بھی مہیا کیا جائے بغیر ثبوت کے دعویٰ بلا دلیل ہو جاتا ہے اور خارج کر دیا جاتا ہے۔ دُنیا کی کوئی عدالت کسی شخص کو محض اس الزام میں کہ وہ چور ہے اور چوریاں کرتا ہے کوئی سزا دینے کی مجاز نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کے چور ہونے کے ثبوت میں چوریوں کی مثالیں نہ پیش کی جائیں احمدیوں کے طرز عمل کو ANTI ISLA-MIC ACTIVITIES. تو قرار دے دیا گیا ہے۔ مگر اس کی کوئی مثال پیش نہیں کی گئی کہ جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ احمدی مسلمانوں کا طرز عمل اسلام کے خلاف ہے اور اس سے اسلام کو فلاں فلاں نقصان پہنچا ہے۔ تعصب سے الگ ہو کر ٹھنڈے دل سے سوچنے والے پکار اُٹھیں گے کہ یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ جماعت احمدیہ کے طرز عمل کو اسلام کے خلاف تو قرار دیدیا گیا ہے مگر اس کی کوئی مثال پیش نہیں کی گئی اور نہ قرآن شریف اور احادیث سے ہی کوئی دلیل دی گئی یہ درویش پوری اسلامی دُنیا کو یہ چیلنج دیتا ہے کہ احمدیوں کے خلاف ان کے عقائد اور اعمال سے کوئی ایک بھی مثال ایسی پیش نہیں کی جا سکتی کہ جو اسلام کی مقدس تعلیم کے خلاف ہو اور جماعت احمدیہ کا ایک بھی عقیدہ ایسا نہیں جس کے ثبوت اسلامی کتب اور قرآن مجید یا حدیث شریف میں موجود نہ ہوں البتہ یہ بات ضرور ہے کہ ہمارے عقائد کو اسلام فروش علماء کا غلط رنگ میں پیش کر کے لوگوں کو اشتعال دلانا اور کشت و خون اور مار دھاڑ پر اُکسانا سراسر غیر اسلامی فعل ہے اس کی مثال کا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنا محال ہے ع

کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

ہمارے عقائد کی تشریح ہم سے سُنی جائے اور اس کے بعد جو اعتراض پیدا ہو اس کا جواب دینے کا ہمیں موقعہ دیا جائے ہمارے عقائد کی تشریح اسلام فروش مولویوں سے کروانا اور جوش میں آکر ہوش کو کھو دینا اور ان کی من گھڑت اور بے بنیاد باتوں کی بناء پر غلط فیصلے کو دینا تو اسلام کی روح کے سراسر خلاف ہے اس لئے یہ عاجز درویش عرض کرتا ہے کہ پاکستان کے صدر صاحب کا احمدیوں کے خلاف جاری کردہ آرڈیننس اسلام اور انسانی حقوق کے سراسر خلاف ہے اس سے ایک طرف تو اسلام کی روح مجروح ہوتی ہے اور دوسری طرف انسانی حقوق بھی پامال ہوتے ہیں حالانکہ پاکستان کی طرف سے بین الاقوامی انجمن میں اس امر کی ضمانت دی گئی ہوئی ہے کہ پاکستان میں انسانی حقوق کی حفاظت کی جائے گی اور کسی بھی انسان کا کوئی حق کبھی پامال نہیں کیا جائے گا۔

جماعتِ احمدیہ کا طرز عمل تقریبًا ایک صدی میں پھیلا ہوا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اس ایک صدی کے لمبے عرصہ میں جب کبھی اسلام اور مسلمانوں پر کسی قسم کا کوئی حملہ غیر مسلم لوگوں کی طرف سے کیا گیا تو احمدی مسلمان ہی سب سے پہلے اس کے خلاف سینہ سپر ہو گئے اور صف اوّل میں آکھڑے ہوئے۔ اور اسلام اور مسلمانوں کے دفاع میں ڈٹ گئے۔ شدھی کی تحریک کے موقعہ پر جب یوپی کے بعض اضلاع میں ارتداد کا زور تھا تو یہی احمدی وہاں اسلام کے دفاع میں گاؤں گاؤں گئے اور وہاں کے مرتدوں کو اسلام میں لوٹا کر ہی دم لیا اس حالت کو دیکھ کر مشہور احراری لیڈر چوہدری افضل حق صاحب بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ

"آریہ سماج کے معرض وجود میں آنے سے قبل اسلام ایک جسد بے جان تھا جس میں سے تبلیغی حس مفقود ہو چکی تھی سوامی دیانند کی مذہب اسلام سے متعلق بدظنی نے مسلمانوں کو تھوڑی دیر کے لئے چونکا دیا مگر حسب معمول جلد ہی خواب گراں ان پر طاری ہو گئی مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں سے تو کوئی جماعت تبلیغی اغراض کے لئے پیدا نہ ہو سکی ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اُٹھا ایک مختصر سی جماعت لے کر آگے بڑھا (حضرت) مرزا غلام احمد (علیہ السلام) اپنی جماعت میں ایسی تبلیغی تڑپ پیدا کر گیا جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لئے قابل تقلید ہے بلکہ دُنیا کی تمام اشاعتی جماعتوں کے لئے نمونہ ہے۔"

(فتنہ ارتداد اور پولیٹکل قلابازیاں صفحہ ۲۴)

آہ دُنیا احسان فراموش ہے آج پاکستان کے اسلام فروش مولوی ان دنوں کو بھول گئے ہیں جبکہ اسلام پر چاروں طرف سے حملے ہو رہے تھے اور اسلام اس وقت چوہدری افضل حق کے مقبول جسد بے جان تھا اور مسلمانوں میں تبلیغی حس مفقود ہو چکی تھی ایسے آڑے وقت میں جماعت احمدیہ ہی تھی جو اسلام کے دفاع میں میدان میں آئی جسے آج پاکستان کے اسلام فروش مولوی اسلام کی مخالف قرار دے رہے ہیں۔

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ یہاں پر حضرت بانی سلسلہ عالیہ سے متعلق شاعر مشرق علامہ اقبال کا ایک بیان نقل کردوں انہوں نے فرمایا ہے کہ

"موجودہ ہندی مسلمانوں میں میرزا غلام احمد قادیانی سب سے بڑے دینی مفکر ہیں"

(رسالہ انڈین اینٹی کیوری)

آہ آج پاکستان کی کتنی بڑی بدقسمتی ہے کہ اس کا خود ساختہ صدر اور اسلام کا علم بردار جو پاکستان میں جمہوری طرز

پر انتخاب ہونے کی صورت میں پاکستانیوں کے شاید اتنے ووٹ بھی حاصل نہ کر سکے کہ جن سے اس کی ضمانت ہی ضبط ہونے سے بچ سکے ہندی مسلمانوں میں سے سب سے بڑے دینی مفکر کو یعنی مرزا غلام احمد صاحب (علیہ السلام) کی جماعت کے طرزِ عمل کو محض ضد اور تعصب کی بناء پر اسلام کے خلاف قرار دینے کی جسارت کر رہا ہے جس کی اسلامی خدمات کا اعتراف اپنے اور بیگانے سبھی کر رہے ہیں اور برملا کہہ رہے ہیں کہ

"ہندوستان میں سات کروڑ مسلمان آباد ہیں کیا ان کی طرف سے کوئی بھی قابلِ ذکر تبلیغی مشن مغربی ممالک میں کام کر رہا ہے گھر بیٹھ کر احمدیوں کو بھلا بُرا کہہ لینا نہایت آسان ہے لیکن اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ یہی ایک جماعت ہے جس نے اپنے مبلغین انگلستان میں اور دیگر یورپ ممالک میں بھیج رکھے ہیں"

(زمیندار لاہور دسمبر ۱۹۳۶ء)

ایک اور صاحب ایڈیٹر اخبار کشمیری نے اپنے مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۲۷ء کے پرچہ میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی خدمات کا مندرجہ ذیل الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ:-

"امریکہ افریقہ اور یورپ یورپ کے ممالک میں اگر کوئی مسلمان تبلیغ کے لئے جاتا ہے تو یہی احمدی اگر جرمنی میں یا لنڈن میں کوئی مسجد تعمیر کرتا ہے تو یہی مرتد لوگ اگر فتنۂ ارتداد کے لئے مبلغوں کو باقاعدہ بھیجنے کا انتظام سب سے پہلے کوئی کرتا ہے تو یہی جماعت' اگر لنڈن کانفرنس مذاہب میں اسلام پر کوئی لیکچر دیتا ہے تو یہی لوگ"

اس کے ساتھ ہی ایڈیٹر صاحب موصوف نے یہ بھی فرمایا ہے کہ:-

"ہم احمدی نہیں ہیں لیکن ہم چاہتے ہیں کہ ایک بات ان کی سب لوگ اختیار کریں اور وہ یہ کہ سب لوگ ایک نظام کے ماتحت رہیں"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اسلام کا دفاع جس کامیابی کے ساتھ کیا اس کا اعتراف خود غیر مسلموں کو بھی ہے چنانچہ پاکستان کے قیام سے قبل لاہور کے ایک غیر مسلم ہفت روزہ نے ان الفاظ میں کہا تھا۔

"(حضرت) میرزا صاحب (علیہ السلام) نے اسلام کا علم بلند کیا وقت کی رفتار کے مطابق انہوں نے دلیل اور عقل سے اسلام کے خلاف اعتراضات کا جواب دینے کے لئے تحریر و تقریر کا سلسلہ جاری رکھا ...... مسلمانوں میں احمدی ہندوؤں میں آریہ سماجی مذہبی واقفیت کے اعتبار سے باقی جماعتوں پر فوقیت رکھتے ہیں احمدیوں کی تحریک تو اب تک زندہ ہے مگر آریہ سماجیوں کی تحریک ختم ہو چکی ہے"

(شیر پنجاب لاہور ۱۲ جولائی ۱۹۴۲ء)

ایک اور بھارتی وِدوان سردار تیجا سنگھ جی پریت نگر نے لکھا ہے کہ:-

"اس علاقہ (یعنی گورداسپور) میں ایک نہایت نیک دل مسلمان گرو نانک صاحب کی محبت میں سرشار ہو کر خدا دوست یعنی خدا نما بن گئے یہ (حضرت) میرزا صاحب (علیہ السلام) قادیان (جماعت احمدیہ) کے بانی بزرگ تھے ان سے ہی احمدیہ فرقہ شروع ہوا انہوں نے اپنے فرقہ کے لوگوں میں بندگی۔ ذکر الٰہی صداقت شعاری اور اخلاقی بلندی کا جہاد شروع کیا ....

.... (حضرت) میرزا صاحب (علیہ السلام) قادیان نے اپنی مطبوعہ کتب میں گرو نانک جی کی قرابت ہندو سکھوں کی نسبت سے مسلمانوں سے زیادہ ہونے کا دعویٰ کیا"

(گوردوارہ گزٹ امرتسر اکتوبر ۱۹۶۸ء)

دجھتیدار ڈیلی جالندھر گرو نانک نمبر ۱۹۶۸ء) مہاتما کلیان داس جی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تعارف مندرجہ ذیل الفاظ میں کروایا ہے کہ:-

"(حضرت) میرزا غلام احمد صاحب (علیہ السلام) قرآن مجید پر ایمان لانے والے تھے اور حضرت محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے تھے جس کی وجہ سے انہوں نے نہ نئے اصول بنائے اور نہ ہی ان کا نیا کلمہ ہے اور نہ الگ کتاب ہے ...... پھر ان کا بیعت لینے کا طریق بھی وہی ہے جو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے چلایا تھا۔ اسی طریق پر انہوں نے ۷۵ سال کی عمر میں بیعت شروع کی اسی طرح حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کی جس لئے یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ہیں۔"

(سچی کھوج حصہ اوّل صفحہ ۵)

اپنا حال تو یہ ہے کہ:-

زاہدِ تنگ نظر نے مجھے کافر جانا
اور کافر یہ سمجھتا ہے مسلمان ہوں میں

نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نقشہ رسولِ پاکؐ کا دل میں جما کے دیکھ
جلوہ خدائے پاک کا پردہ اُٹھا کے دیکھ

جب رسولِ پاکؐ سے خوش ہے مسلمان تو
آلِ رسولِ پاکؐ کا کچھ غم تو کھا کے دیکھ

جلوہ خدائے پاک کا تجھ کو نظر آئے
نورِ رسولِ پاکؐ کا سرمہ لگا کے دیکھ

روشن خدائے پاک کے شمس و قمر تو ہیں
عشقِ رسولِ پاکؐ کی شمع جلا کے دیکھ

حُسنِ خدائے پاک کو دیکھا نہیں تو نے
عکسِ رسولِ پاکؐ کا آئینہ لا کے دیکھ

سرکش خدائے پاک سے کب تک رہے گا تو
سر کو خدائے پاک کے در پر جھکا کے دیکھ

شکوہ خدائے پاک کا کب تک کرے گا تو
ناداں خدائے پاک کے سجدے میں جا کے دیکھ

رُتبہ رسولِ پاکؐ کا سمجھا نہیں ہے تو
راہِ خدائے پاک میں ہستی مٹا کے دیکھ

کاملؔ خدائے پاک کی جنت نہیں دیکھی
پیارے رسولِ پاکؐ کے قدموں میں جا کے دیکھ

کاملؔ کشن گڑھی - راجستھان

ایک دلیل قاطع

مولانا الحافظ الحاج محمد زکریا مرحوم صدر مدرس و شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور اپنی مشہور کتاب "حکایات صحابہؓ" میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو رسول اللہ صلعم کی وفات کا قائل کرنے کے لئے کلام پاک کی آیت وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل آخیر تک تلاوت فرمائی۔ ترجمہ۔ محمد (صلعم) نرے رسول ہی تو ہیں (خدا تو نہیں جس پر موت وغیرہ نہ آ سکے) سو اگر آپ کا انتقال ہو جائے یا آپ شہید بھی ہو جائیں تو کیا تم لوگ اُلٹے پھر جاؤ گے .....

(باب ۱۲ صفحہ ۲۷۲)

یہ بات قابلِ لحاظ ہے کہ مولانا نے "قد خلت من قبله الرسل" کا ترجمہ حذف کر دیا کیوں کہ اس سے ان کے عقیدہ حیاتِ مسیح کی تردید ہوتی ہے۔ اپنے عقیدہ کی پیچ میں یہ علمی خیانت ان کی شان کے لائق نہیں تھی۔ یہ کتمانِ حق ہے۔

خاکسار۔ احمد غفرلہ
ایم اے فاضل (دیوبند)۔ لکھنؤ

درخواست دُعا

مکرم چوہدری حمید احمد صاحب لنڈن بعارضہ قلب ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں جہاں اُن کا دوبارہ بائی پاس آپریشن ہو گا۔ موصوف ۲۵ پونڈ برائے صدقہ جانور ارسال کرتے ہوئے آپریشن کی کامیابی اور صحت و عافیت والی فعال زندگی عطا ہونے کے لئے قارئین بدر کی خدمت میں دُعا کی عاجزانہ درخواست کرتے ہیں۔ بغرض تحریک دُعا پانچ روپے اعانت بدر میں ادا کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

خاکسار۔ فضل الٰہی خان درویش نائب ناظر امور عامہ قادیان

رِوایت و دِرایت!

از مکرم ڈاکٹر محمد اسحٰق صاحب خلیل ایم۔اے۔پی ایچ۔ڈی سوئٹزرلینڈ

اسلام میں ارتداد کی سزا

کچھ عرصہ پیشتر مصر کی الازہر یونیورسٹی کی ہزار سالہ برسی منائی گئی تھی۔ پُر تکلف تقاریب میں شمولیت کے لئے کئی ممالک سے مہمان مدعو تھے۔ جن میں برن یونیورسٹی کے جرمن پروفیسر J.C. BURGEL جے۔سی ۔ بُرگل کو بھی شمولیت کا موقعہ حاصل ہُوا۔ انہوں نے واپسی پر زیورک (سوئٹزرلینڈ) کے اخبار NZZ میں اپنے تاثرات اور حالات سفر شائع کروائے۔ مذکورہ پروفیسر صاحب رقم طراز ہیں کہ ازہر کی ہزار سالہ جوبلی میں مسلمان علماء نے جو تقاریر فرمائیں ان میں سے ایک تقریر کا موضوع اسلام میں ارتداد کی سزا بذریعہ قتل کے ادّعا کی تردید پر تھا۔ اس مقرر نے اس بات کو ثابت کرنے پر زور دیا ہے کہ اسلامی قانون کی رو سے مرتد کی سزا قتل نہیں ہے۔ اگرچہ راقم الحروف کی نظر سے اصل مضمون نہیں گذرا تاہم ممکن ہے کہ مذکورہ جوبلی پر جو تقاریر ہوئیں وہ کسی کتاب یا رسالہ کی صورت میں بھی شائع ہو چکی ہوں۔ بصورت دیگر مناسب ہوگا کہ الازہر والے ان کی اشاعت کی طرف جلدی توجہ فرماویں۔

نجات کے مستحق فرقہ کی تلاش

حضرت امام غزالیؒ کی تصنیف منیف "المنقذ من الضلال" کے ابتدائی صفحات سے ایک اقتباس:۔

"اعلموا أحسن الله إرشادكم وألان للحق قيادكم ان اختلاف الخلق في الأديان والملل ثم اختلاف الأئمة في المذاهب على كثرة الفرق وتباين الطرق بحر عميق غرق فيه الأكثرون وما نجا منه إلا الأقلون وكل فريق يزعم انه الناجي و (كل حزب بما لديهم فرحون) وهو الذي وعدنا به سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم وهو الصادق المصدوق حيث قال:
ستفترق أمتي على نيف وسبعين فرقة الناجية منهم واحدة فقد كاد ما وعد أن يكون ولم أزل في عنفوان شبابي منذ راهقت البلوغ قبل بلوغ العشرين إلى الآن .... اقتحم لجة هذا البحر العميق۔ لأميز بين محق ومبطل۔ (مطبوعہ مصر ۱۹۵۲)۔

ترجمہ:۔ جانئے اللہ تمہاری رہنمائی اور حق کی طرف قیادت کا اچھی طرح سے اہتمام فرمائے کہ دنیا سے مخلوقات میں ادیان و مذاہب کا بہت بھاری اختلاف ہے۔ پھر اُمت (مسلمہ) میں بھی مذاہب اور فرقوں کا بڑا اختلاف ہے۔ یہ مختلف راستے اور ان کا تباین ایک گہرا سمندر ہے جس میں بہت سے لوگ غرق ہوئے اور بہت کم اس سے بچ سکے ہیں۔ ہر ایک فریق اس بات کا مدعی ہے کہ وہی نجات یافتہ ہے جیسا کہ قرآن پاک کی آیت ہے۔ "كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ" ہر ایک گروہ اس بات پر جو اُس کے پاس ہے شاداں و فرحاں ہے۔ تاہم صادق و مصدوق سید المرسلین ؐ نے اسی بات کا تو اس حدیث میں وعدہ فرمایا تھا کہ "میری امت ستر سے زیادہ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی اور ان میں سے نجات یافتہ صرف ایک فرقہ ہوگا؟" ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ وعدہ پورا ہو رہا ہے۔ اور میں اپنے عنفوان شباب یعنی بیس سال کی عمر سے اب تک جو پچاس برس سے زیادہ ہو چکا ہوں اس بحر عمیق کی گہرائیوں سے وابستہ رہا تاکہ حق و باطل کی تمیز حاصل کر سکوں ....."

حضرت امام غزالی مجدد وقت تھے ۵۰۵ھ میں وفات ہوئی۔ ان کی علمی برتری اُمت مسلمہ میں مشہور و معروف ہے۔ اگر اُن کو بھی نجات یافتہ فرقہ کی تلاش کرنی پڑی تو اس زمانہ کے مسلمانوں کے لئے تو اس طرف مہدیؑ اور مسیح پاک کے ظہور کے بعد توجہ کرنا اور بھی ضروری ہے نیز اس حوالہ میں ۷۳ فرقوں والی حدیث کی صحت پر حضرت امام غزالی کی شہادت بھی موجود ہے۔

علامہ شہرستانی کی کتاب "الملل والنحل"

قرون وسطیٰ کی یہ عربی تصنیف علامہ "ابی الفتح محمد بن عبدالکریم بن ابی بکر الشہرستانی کی تصنیف ہے۔ جس میں متعدد اسلامی فرقوں کے عقائد وغیرہ بھی جمع کر دیئے گئے ہیں۔ بیروت کے ادارہ دار المعرفة للطباعة والنشر کی طرف سے محمد سید کیلانی کے زیر اہتمام اس کتاب کا ایک ایڈیشن دو جلدوں میں (۱۹۷۵ء) شائع ہوا تھا۔ جو چند سال پیشتر خاکسار کی نظر سے گذرا۔ علامہ شہرستانی کی طرف سے جن فرقوں کا ذکر نہیں کیا گیا یا جو فرقے ان کی وفات کے بعد ظہور میں آئے ہیں ان کی تاریخ و تدوین بھی اسلامی لٹریچر میں ایک کمی نظر آتی ہے۔ تاہم مؤلف کتاب محمد سید کیلانی نے علامہ شہرستانی کی کتاب کے آخر میں ضمیمہ یا ملحق کے طور پر "الباب الثالث۔ المسلمون المعاصرون" کے زیر عنوان منجملہ دیگر امور کے جماعتِ احمدیہ کا ذکر بھی کیا ہے اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات سے کئی ضروری اقتباسات عربی میں جمع کر کے پیش کئے ہیں۔ مؤلف اس لحاظ سے بھی قابل شکریہ ہیں کہ انہوں نے ختم نبوت کے متعلق جماعتِ احمدیہ کا موقف نہایت غیر جانبداری سے بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ احمدی سیدنا و مولانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبین یقین کرتے ہیں اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو مسیح موعود کے طور مانتے ہیں۔ .... الخ

اہلحدیث یا وہابی

سعودی عرب کے رہنے والے بعض مسلمانوں کو امام عبدالوہاب کے مسلک سے عقیدت ہے۔ تاہم وہاں اہل تشیع کی بھی ایک معتدبہ تعداد موجود ہے جو شاید کل آبادی کا ایک چوتھائی بلکہ ایک تہائی ہوں گے بایں ہمہ سعودی مسلمانوں کو امام عبدالوہاب کی نسبت سے وہابی کہا جاتا ہے۔ حال ہی میں ایک سعودی اخبار میں وہاں کے ایک باخبر مسلمان کا احتجاج شائع ہوا ہے کہ ہم اپنے آپ کو وہابی کہلانا پسند نہیں کرتے پھر بھی کئی لوگ ہمیں وہابی کہتے ہیں۔.....
اس میں کچھ شک نہیں کہ فرقہ وارانہ منافرت اور فرقہ پرستی میں تنابزوا بالالقاب کا بہت حد تک دخل ہے۔ اگر کوئی فرقہ اپنے آپ کو وہابی نہیں کہلانا چاہتا ہے تو انہیں اس نام سے پکارنا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ بہتر ہوتا کہ سعودی حضرات یہ بھی بتا دیتے کہ وہ اپنے مسلک کا کیا نام رکھتے ہیں برصغیر ہند و پاکستان میں تو انہیں غالبًا احترامًا "اہل حدیث" کہا جاتا ہے۔

احمدیت کے متعلق ایک تحقیقی مقالہ

پروفیسر سپنسر لوان Spencer Lavan نے جماعت احمدیہ کے بعض ادوار کی تاریخ پر ۱۹۷۲ء کے لگ بھگ پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھ کے میک گِل یونیورسٹی مانٹریال کینیڈا سے ڈگری حاصل کی تھی ازاں بعد ٹفٹس یونیورسٹی میڈفورڈ امریکہ میں اسٹیٹ پروفیسر رہ چکے ہیں۔ ان کا مذکورہ مقالہ انگریزی زبان میں The Ahmadiyya Movement a history and perspective انڈیا کے پبلیشر منوہر بک سروس کی طرف سے ۱۹۷۴ء میں شائع ہو چکا ہے۔ مصنف مسلمان نہیں ہیں اس لئے بعض مقامات پر جماعت کے خلاف بعض اعتراضات دہرائے بھی گئے ہیں۔ مثلًا یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ کی عمر کے بارے میں پیشگوئی پوری نہ ہو سکی (والعیاذ باللہ) حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر قمری سالوں کے حساب سے چھتر اور اسی برس کے درمیان بنتی ہے۔ اس لحاظ سے یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے۔ جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں اس سوال کے جواب میں تفصیلی بحث دیکھی جا سکتی ہے مزید تحقیقات بھی جاری رہنی چاہیئے۔ بہرکیف مصنف کے پیش کردہ نئے حوالے اور تحقیقی انداز قابل قدر ہے۔

چالیس سال قبل

تقریبًا چالیس سال قبل جماعت احمدیہ کے دوسرے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مرزا بشیر الدین محمود احمد (۱۸۸۹-۱۹۶۵ء) نے احمدیہ ہاسٹل لاہور میں ایک عظیم لیکچر دیا تھا۔ جو "اسلام کا اقتصادی نظام" کے زیر عنوان کئی زبانوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اُس وقت متحدہ پنجاب میں اس جلسہ کی صدارت ایک معزز غیر مسلم مسٹر راجندر منچندہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ نے کی تھی۔ انہوں نے اپنی صدارتی تقریر میں جو تاثرات بیان کئے تھے ان کا [illegible] آج بھی موجبِ افادہ ہو سکتا ہے:۔

"میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ مجھے ایسی قیمتی تقریر سننے کا موقعہ ملا ہے۔ جو تقریر اس وقت آپ لوگوں نے سُنی ہے۔ اس کے اندر نہایت قیمتی اور نئی نئی باتیں حضرت امام جماعت احمدیہ نے بیان فرمائی ہیں۔ مجھے اس تقریر سے بہت فائدہ ہوا ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں نے بھی ان قیمتی معلومات سے فائدہ اُٹھایا ہوگا۔ مجھے اس بات سے خوشی ہے کہ اس جلسہ میں

نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلم بھی شامل ہوئے ہیں۔ اور مجھے خوشی ہے کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے تعلقات بہتر ہو رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے بہت سے معزز دوستوں سے مجھے تبادلہ خیالات کا موقعہ ملتا رہتا ہے۔ یہ جماعت اسلام کی وہ تفسیر کرتی ہے۔ جو اس ملک کے لئے نہایت مفید ہے۔ پہلے تو میں سمجھتا تھا اور یہ میری غلطی تھی کہ اسلام اپنے قوانین میں صرف مسلمانوں کا ہی خیال رکھتا ہے غیر مسلموں کا کوئی لحاظ نہیں رکھتا۔ مگر آج حضرت امام جماعت احمدیہ کی تقریر سے معلوم ہوا کہ اسلام تمام انسانوں میں مساوات کی تعلیم دیتا ہے اور مجھے یہ سُن کر بہت خوشی ہے۔ مَیں غیر مسلم دوستوں سے کہوں گا کہ اس قسم کے اسلام کی عزت و احترام کرنے میں آپ لوگوں کو کیا عذر ہے۔ آپ لوگوں نے جس سنجیدگی اور سکون سے اڑھائی گھنٹہ تک حضرت امام جماعت احمدیہ کی تقریر سُنی۔ اگر کوئی یوربین اس بات کو دیکھتا تو حیران ہوتا کہ ہندوستان نے اتنی ترقی کر لی ہے۔ جہاں مَیں آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ لوگوں نے سکون کے ساتھ تقریر کو سُنا وہاں میں اپنی طرف سے اور آپ سب لوگوں کی طرف سے حضرت امام جماعت احمدیہ کا بار بار اور لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنی نہایت ہی قیمتی معلومات سے پُر تقریر سے ہمیں مستفید کیا۔"

منظوری قائدین مجالس خدام الاحمدیہ

مندرجہ ذیل قائدین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت کی اکتوبر ۱۹۸۵ء تک کیلئے منظوری دی گئی ہے۔ جن مجالس سے ابھی تک قائدین کے انتخاب کی رپورٹیں بغرض منظوری تا حال دفتر مرکزیہ میں موصول نہیں ہوئیں ان کے صدر صاحبان سے گذارش ہے کہ وہ رپورٹ انتخاب ضابطہ کی تکمیل کے بعد جلد دفتر ہذا کو ارسال فرما کر ممنون فرمادیں۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

- مکرم قمر الدین صاحب بیتھا پیریم
- " سید وزیر احمد صاحب بمبئی
- " اشفاق احمد صاحب برہ پورہ
- " محمد صادق صاحب کالابن لوہارکہ
- " بشیر احمد صاحب صدیقی موگرال
- " پی سیدوٹی صاحب یلی پورم
- " محمد بشیر صاحب دھومان
- " منصور احمد صاحب مدراس
- " سعید احمد صاحب سملیہ
- " تمیم عباس صاحب مرکرہ
- " سید علی صاحب انڈیمان
- " آفتاب الدین صاحب کرڈا پلی
- " سید طاہر احمد صاحب کلیم کٹک
- مکرم محمد شاہد صاحب وسیم شاہجہانپور
- " غلام نعیم الدین صاحب گلبرگہ
- " شیخ بشیر احمد صاحب کوٹ پلہ
- " شیخ ہمدم احمد صاحب موسلی منی مائنز
- " ممتاز احمد صاحب اونہ گام
- " غلام محی الدین صاحب ترکہ پورہ
- " سیٹھ عبد البصیر صاحب یادگیر
- " ماسٹر سعید احمد صاحب صالح نگر
- " ایم نثار احمد صاحب سورب
- " ظفر احمد صاحب کلکتہ نامزدگی
- " جاوید اقبال صاحب قادیان نامزدگی (مہتمم مقامی)
- " بشارت احمد صاحب ڈھر آسنور (نامزدگی)

بجے گا چار سو ڈنکا شہِ فاراں کی شوکت کا

ہے انگلستان مشرق بن گیا مہرِ ہدایت کا
اندھیرا دُور ہو جائے گا اب شرک و ضلالت کا

نہ ہو کیوں ماند مہر و ماہ اُس کے نور کے آگے
کہ وہ اک گوہرِ رخشندہ ہے دُرجِ امامت کا

پسرِ ویلیئیم دی کنکرر محبوبِ سبحانی
اُٹھایا خوشدلی سے بار اس نے ہے امانت کا

غلام ابن غلام ابن غلام شاہِ بطحیٰ ہے
اسی کے دستِ پاکیزہ میں پرچم ہے صداقت کا

سپہ سالارِ فوجِ دینِ حق ہے مرد ربّانی
فلک سے تا زمیں شہرہ ہوا جسکی شجاعت کا

رُخِ پر نُور کے پرتو سے ہے ساری فضا روشن
کہ جس کی دید سے حاصل خزینہ ہے مسرت کا

صلائے عام دو مغرب کے جملہ تشنہ کاموں کو
بہایا اس نے لنڈن میں ہے دریا علم و حکمت کا

کیا تبلیغِ دیں کے نظم کو مضبوط تر اس نے
کیا ہر اہتمام اسلام کی نشر و اشاعت کا

صلیبی فتنوں کی طغیانیوں میں غرق عالم ہے
مٹانے کو مَلَک اُتریں گے زور ان کی نحوست کا

سرِ دجّال کٹ جائے گا شمشیرِ دلائل سے
تماشہ گاہ بنے گا "بابِ لُدّ" اسکی ہلاکت کا

تباہ ہو جائینگی یاجوج اور ماجوج کی فوجیں
نظارہ دیکھے گی چشمِ فلک اُن کی ہزیمت کا

چلیپا کی شکست و ریخت ہوگی اُسکے ہاتھوں سے
زمانہ مان لے گا لوہا اس کی عزم و ہمت کا

ظہورِ کشفِ مامورِ زماں کا وقت پھر آیا
فرنگی ہو گا قائل اب رسول اللہ کی عظمت کا

بنے گا خادمِ دینِ نبیؐ تثلیث کا حامی
رسیا بن ہی جائے گا ہر اک صہبائے وحدت کا

چلا آتا خوشی سے ہے دَورِ انقلاب ایسا
بجے گا چار سو ڈنکا شہِ فاراں کی شوکت کا

پسرِ آمنہ بی بی دلوں کے حکمراں ہوں گے
کرے گا اعتراف ہر اہلِ دل "ختمِ نبوّت" کا

ہے عاجز کی دُعا یہ درد دل سے آکے مریارب!
رہے ہر آن سایہ اس پہ تیرے فضل و رحمت کا

(سیّد ادریس احمد عاجز کرمانی ربوہ)

نام نہاد شرعی عدالت کا فیصلہ اور عصرِ حاضر کے مفکرین

از مکرم مولوی محمد حمید صاحب کوثر انچارج مبلغ بمبئی

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا۔ (النساء: ۹۵) یعنی جو تمہیں سلام کہے اُسے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں — اسی طرح حدیث میں ہے مَنْ صَلّٰى صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَ اَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ۔ جو شخص ہماری طرح نماز پڑھتا ہے۔ اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے اور ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے وہ شخص مسلمان ہے۔ پھر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِاَخِيْهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَآءَ بِهَا اَحَدُهُمَا جس نے اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہا تو اُن دونوں میں سے کسی ایک پر یہ کفر لوٹ کر آئے گا۔

بخاری شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک دفعہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردم شماری کروائی حذیفہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"جن لوگوں نے اسلام کا زبان سے اقرار کیا ہے اُن کے نام مجھے لکھ دو" (بخاری کتاب الجہاد)

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے صرف زبان سے اقرار کیا وہ مسلمان ہے۔ تو اُسے مسلمان سمجھا جائے —

آیئے! ان احکام الٰہی اور فرمودات نبویؐ کی روشنی میں جماعت احمدیہ کا مسلک و موقف ملاحظہ کیجئے۔ مقدس بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔

"مجھے بتلایا گیا ہے کہ تمام دینوں میں سے دین اسلام ہی سچا ہے۔ مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے۔ مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُر حکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں" (اربعین ۱، ۲ و ۳)

اس تحریر کو پڑھنے کے بعد تھوڑی سی بھی خشیت الٰہی رکھنے والا مسلمان یہ جرأت نہیں کر سکتا کہ وہ جماعت احمدیہ کے بارہ میں یہ کہہ سکے کہ وہ "مسلمان نہیں" — مگر قرآن کریم اور فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی صریحاً نافرمانی کرتے ہوئے پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت نے جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دینے کا رسوائے زمانہ فیصلہ صادر کیا۔ جبکہ ایک مومن مسلمان کی نگاہ میں ایک کیا ایک لاکھ شرعی عدالتوں قومی اسمبلیوں اور صدارتی آرڈیننسوں کے فیصلے بھی قرآن کریم اور دربار نبویؐ کے فیصلہ کے سامنے ایک کوڑی کی بھی حیثیت نہیں رکھتے کیونکہ یہ تمام کے تمام ابو لہبی و ابو جہلی فیصلے ہیں۔ جن کا مصطفوی فیصلوں سے کوئی تعلق نہیں۔

اس کے بالمقابل بہت سے مفکرین و مدبرین اور علماء اسلام ایسے بھی ہیں جنہوں نے قرآن کریم کے مندرجہ بالا حکم کے مطابق نہ صرف خود جماعت احمدیہ کے خلاف کفر کے فتوے دینے اور دشنام طرازی سے ہمیشہ گریز کیا۔ بلکہ ایسا کرنے والوں کے خلاف اپنی ناراضگی و ناپسندیدگی کا اظہار بھی کیا ہے۔ ایسے ہی بعض روشن خیال مفکرین و علماء اسلام کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمایئے۔

قائد اعظم محمد علی جناح

"میں اپنی اور اپنی پارٹی کی طرف سے آنریبل سر محمد ظفر اللہ خاں کو ہدیہ تبریک پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ مسلمان ہیں" (ہماری قومی جدوجہد مصنفہ عاشق حسین بٹالوی صفحہ ۷۹)

شاعر مشرق سر محمد اقبال

"پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اُس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں" (ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر صفحہ ۱۸)

علامہ نیاز فتح پوری

"سب سے بڑا الزام احمدیوں پر یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الرسل ہونا تسلیم نہیں کرتے اس سلسلے میں مجھے احمدی جماعت کا لٹریچر دیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ اور میں نے جب مرزا صاحب کی تصانیف کا مطالعہ شروع کیا تو میں اور زیادہ حیران ہوا۔ کیونکہ مجھے اُن کی کوئی تحریر ایسی نہیں ملی جس سے اس الزام کی تصدیق ہو سکتی بلکہ اس کے برخلاف میں نے اُن کو (مرزا صاحب) ختم رسالت کا اقرار کرنے والا اور صحیح معنی میں عاشق رسول پایا۔ اسی کے ساتھ میں نے حضرت مرزا صاحب کی زندگی کا مطالعہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ یقیناً بڑے عزم و ہمت والے انسان تھے۔ انہوں نے مذہب کی صحیح روح کو سمجھ کر اسلام کی وہی عملی تعلیم پیش کی جو عہد نبوی اور راشدین کے زمانہ میں پائی جاتی تھی" (نگار ۱۹۶۱ء)

مولانا عبد الماجد دریا بادی

"کفر جو اصلاً ترجمہ ہے اللہ و رسول سے بغاوت و سرکشی کا اس کے شواہد شاید مرزا صاحب کی تحریروں سے نہ مل سکیں۔ بلکہ اس کے برعکس نصرت دین اور حمایت اسلامی ہی کے جذبات کی افراط ملے گی" (صدق جدید ۱۱ اگست ۱۹۶۰ء)

مولانا شبلی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر سُن کر فرمایا ہے

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب
ہاں ملہم ہستم و ز خداوند منذرم

مولانا نے فرمایا کہ اس طرح تو اُن کا دعویٰ ٹھیک ہے۔ اور اُن کے ماننے میں کوئی حرج نہیں" (الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۰۸ء)

سر سید احمد خاں

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے کیوں لوگ پیچھے پڑے ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ آدمی نیک بخت نمازی اور پرہیز گار ہیں۔ یہی امر اُن کی بزرگداشت کو کافی ہے۔ (مکتوبات سر سید ۱۹۷ء)

مولانا ابو الکلام آزاد اور مولانا کیفی مرحوم :—

"وہ (احمدی ناقل) یقیناً مسلمان ہیں۔ اور اُمت اسلامیہ میں داخل اور وہ تمام حقوق رکھتے ہیں جو کسی مسلمان فرد یا جماعت کو شرعاً حاصل ہیں۔ جو شخص انہیں کافر کہتا ہے وہ نہایت سخت خطا کا مرتکب ہوتا ہے" (اخبار دعوت الاسلام دہلی جلد ۲ نمبر ۷ مورخہ ۲۷ شوال المکرم ۱۳۵۳ھ)

علامہ محمد شلتوت شیخ الازہر قاہرہ

"الاستاد شلتوت نے پُر زور طریق پر بڑے جذبے سے کہا کہ احمدی ہمارے مسلمان بھائی ہیں وہ اسی کلمہ طیبہ پر ایمان و اعتقاد رکھتے ہیں جس پر ہمارا اعتقاد و ایمان ہے" (ایسٹ افریقن ٹائمز یکم ستمبر ۱۹۶۳ء)

خواجہ حسن نظامی

"جو شخص خدا کو ایک مانے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول برحق مانے اور قرآن کو خدا کا کلام مانے اور قبلہ رخ نماز پڑھے وہ مسلمان ہے چاہے وہ شیعہ ہو یا سنی ہو ..... مرزائی ہو وہ مسلمان ہے۔ اور جو شخص مذکورہ چیزوں پر ایمان رکھنے والے مسلمان کو کافر کہے گا وہ اس صحیح حدیث کے بموجب کافر ہو جائے گا مَنْ كَفَّرَ الْمُسْلِمَ كَافِرٌ جو مسلمان کو کافر کہے گا وہ خود کافر ہو جائے گا۔ پس جو مولوی مرزائیوں کو کافر کہتا ہے وہ اس حدیث کے بموجب کافر ہو جائے گا۔ اور جو سجدہ کہ امام مسلمانوں کو کافر کہے گا اُس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہو گی" (عکس مندرجہ پیغام صلح ۱۳ دسمبر ۱۹۷۵ء صفحہ ۴)

مولانا محمد علی صاحب جوہر

"ہمارے نزدیک احمدیوں کو مرتد اور کافر کہنا سخت ظلم اور ناانصافی ہے جب کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں" (روزنامہ ہمدرد دسمبر ۱۹۲۷ء)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری

"اسلامی فرقوں میں خواہ کتنا ہی اختلاف ہو آخر کار نقطۂ محمدیت پر جو درجہ ہے وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ کا سب شریک ہیں۔ اس لئے گو ان میں باہمی سخت شقاق ہے۔ مگر نقطۂ محمدیت کے لحاظ سے ان کو باہمی رحماء ہونا چاہیئے مرزائیوں کا سب سے زیادہ مخالف میں ہوں مگر نقطۂ محمدیت کی وجہ سے میں ان کو

اس میں شامل جانتا ہوں۔"
(ضرب مجاہد صلا بھلوال سرگودھا)

سلطان ابن سعود مرحوم والی حجاز

اس قسم کا واقعہ شاہ فیصل کے والد مرحوم سلطان ابن سعود کے زمانہ میں بھی پیش آیا۔ تجربہ لتیمی مولویوں نے مرحوم سے کہا چونکہ قادیانی مسلمان نہیں۔ اس لئے انہیں حجاز مقدس سے نکال دیا جائے۔ مرحوم نے مولوی صاحبان سے پوچھا کہ قادیانی حج کو اسلام کا رکن اور اس کو فرض سمجھتے ہیں یا نہیں؟ جواب میں انہیں یہ کہتے بنا کہ یہ لوگ حج کو فرض سمجھتے ہیں۔ اس پر مرحوم نے فرمایا جو شخص حج کی فرضیت کا قائل ہے اور اسے اسلام کا ایک اہم رکن سمجھتا ہے اُسے حج سے روکنے کا مجھے حق نہیں۔
(صادق جدید لکھنو ۱۶ اگست ۱۹۶۲ء)

متحدہ ہندوستان کی ہائی کورٹس

(احمدیوں) کا مسلمان ہونا چار ہائی کورٹوں

نے بھی تسلیم کر لیا ہے۔"
(اخبار زمیندار لاہور ۱۷ جون ۱۹۸۳ء)

مدراس ہائی کورٹ

"احمدی" مسلمانوں کا ایک اصلاح یافتہ فرقہ ہے۔
(مدراس لا جرنل ۱۹۲۲ء کیس ۱۷۱)

قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح۔ علامہ اقبال۔ علامہ نیاز فتح پوری۔ مولانا عبدالماجد دریا بادی۔ مولانا شبلی۔ سرسید۔ ابوالکلام آزاد۔ علامہ محمد شلتوت شیخ الازہر۔ خواجہ حسن نظامی۔ مولوی ثناء اللہ۔ سلطان ابن سعود۔ مولانا محمد علی جوہر اور ہائیکورٹس کی ان آراء اور فیصلوں کو ہم قارئین کی صوابدید پر چھوڑتے ہیں تاکہ وہ خود تجزیہ کر سکیں کہ آیا ان پہاڑوں جیسی شخصیات کا فیصلہ درست ہے یا جنرل ضیاء الحق جیسے ڈکٹیٹر کی قائم کردہ نام نہاد شرعی عدالت جو اُنکے ہاتھ کی کٹھ پتلی ہے کا فیصلہ؟

وما علینا الا البلاغ

منقولات

مرسلہ: محمد حمید کوثر مبلغ سلسلہ احمدیہ بمبئی

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پریس انٹرویو

لندن:۔ قادیانیوں یعنی احمدیہ فرقہ کے سربراہ مرزا طاہر جو ان دنوں یہاں آئے ہوئے ہیں پاکستان کے شریعت عدالت کے اس فیصلے سے مایوس نہیں ہیں کہ جس میں تین قادیانیوں کی اس درخواست کو نامنظور کر دیا گیا ہے۔ جو انہوں نے حکومت کے اس حکم کے خلاف دائر کی تھی جس میں احمدیوں کو مسجد میں نماز پڑھنے، اذان دینے، اپنے آپ کو مسلمان کہنے اور اپنے دین کی تبلیغ کرنے سے منع کر دیا گیا ہے۔

مرزا طاہر نے اپنے لندن کے دفتر میں ایک ملاقات کے دوران کہا کہ احمدیہ فرقہ حکومت کے مظالم کے خلاف اپنی لڑائی جاری رکھے گا۔ انہوں نے کہا کہ انہیں ذرہ برابر بھی شک نہیں ہے کہ صدر ضیاء قادیانیوں کو الگ تھلگ کرنے میں کامیاب نہ ہوں گے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ اسی آزمائش سے گذر کر اور زیادہ مضبوط ہو کر گذریں گے۔ انہوں نے کہا کہ احمدیوں کا ستایا جانا کوئی نئی بات نہیں۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ جب بھی ان کو ستایا گیا وہ مضبوط سے مضبوط تر ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان کے ماننے والے ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اگرچہ پاکستان میں قادیانیوں کی تعداد صرف ۴ لاکھ ہے لیکن کم از کم ساٹھ لاکھ قادیانی دوسرے ملکوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ہندوستان میں ان کی تعداد ۴ لاکھ اور برطانیہ میں تقریباً ۳۰ ہزار بتائی جاتی ہے۔ بہت سے قادیانی سفید فام ہیں اور برصغیر ہند کے باہر غیر سفید فام قادیانیوں کی خاصی تعداد بتائی جاتی ہے۔

مرزا طاہر نے اس بات سے انکار کیا کہ وہ پاکستان میں چوری چھپے اور جعلی پاسپورٹ پر باہر آئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ چونکہ پاکستان میں ان کی نقل و حرکت یا باہر کے ملکوں کو ان کے جانے پر کوئی پابندی نہیں تھی اس لئے انہوں نے جائز سفری کاغذات پر سفر کیا تھا۔ درخواست دینے پر ان کے کنبے والوں کو پاکستان کے اسٹیٹ بینک سے زر مبادلہ فراہم کیا گیا تھا۔ اور پاکستان کے ہوائی اڈے پر تارکین وطن حکام نے ان کے پاسپورٹ پر اسٹامپ لگایا تھا۔

انہوں نے اس بات کی پُر زور تردید کی کہ وہ پاکستان سے اس لئے بھاگ کھڑے ہوئے کیونکہ انہیں اندیشہ تھا کہ حکومت انہیں فوجداری کے کسی بھی مقدمہ میں ملوث کر دے گی۔ انہوں نے اس بات سے بھی انکار کیا کہ وہ مستقل طور پر ملک سے باہر رہنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان کا تعلق پاکستان سے ہے۔ اور وہ مختلف ملکوں کا دورہ کرنے اور اپنے ماننے والوں سے ملاقات کرنے کے بعد پاکستان لوٹ جائیں گے۔ تاہم یہاں کے مشاہدین کا خیال ہے کہ وہ پاکستان جلد واپس نہیں جائیں گے۔ اور موجودہ حالات میں تو وہ ہرگز واپس نہ لوٹیں گے۔ وہ یہاں اپنی بیگم اور چار بیٹیوں کے ساتھ ہیں۔ دو لڑکیاں غیر شادی شدہ ہیں اور دو دوسری لڑکیاں اپنے کنبے والوں کے ساتھ آئی ہیں۔ ضیاء انتظامیہ نے ممتاز قادیانیوں پر الزامات عائد کرنے کی کوشش کی ہے۔ بعض قادیانی تو یہاں تک کہتے ہیں کہ پاکستان کی موجودہ انتظامیہ ان کے خلیفہ کو بدنام کرنے میں کسی سطح تک گر سکتی ہے۔ خود مرزا طاہر کا خیال ہے کہ صدر ضیاء ان کٹر مسلمانوں کے اثر میں ہیں جو قادیانیوں کو الگ تھلگ کرنے کی کوشش میں حکومت پر دباؤ ڈالتے رہے ہیں۔ ان کے خلاف جھوٹے الزامات عائد کئے گئے ہیں ان پر الزام ہے کہ وہ سب پاکستان کے مفادات کے خلاف کام کر رہے ہیں بعض نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ وہ عربوں کے خلاف لڑنے میں اسرائیل کی مدد کر رہے ہیں۔ انہیں ۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان کے ٹوٹ کر الگ ہونے کا مورد الزام قرار دیتے ہیں اس کے برعکس مرزا طاہر کا دعویٰ ہے کہ احمدیہ فرقہ قانون کا پابند اور امن پسند ہے بقول ان کے انہیں تمام مسلمانوں کی فلاح و بہبود کی فکر دامن گیر ہے۔ احمدیوں نے اسکول اور کالج اور دوسرے فلاحی مراکز قائم کئے ہیں اور وہ لوگوں کی تعلیمی سماجی اور اخلاقی بہتری کیلئے کام کر رہے ہیں۔ (بشکریہ روزنامہ "ہندوستان" بمبئی ۲۷ نومبر ۱۹۸۴ء)

حیدرآباد دکن

غیر از جماعت افراد نے اپنی مسجد کا نام بھی "احمدیہ مسجد" رکھ دیا

قبل ازیں خاکسار نے اخبار "بدر" میں تحریر کیا تھا کہ جنوبی ہند میں لفظ "احمدیہ" سے خاص عقیدت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ "احمدی منزل" "احمدیہ ہوٹل" وغیرہ نام غیر از جماعت افراد بکثرت استعمال کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ میسور کی تاریخ سے یہ بھی حیرت انگیز انکشاف ہو چکا ہے کہ ٹیپو سلطان کو بھی لفظ احمدی سے خاص محبت تھی۔ انہوں نے اپنے کیلنڈر کے ایک مہینہ کا نام "احمدی" ایک فوجی دستے کا نام "احمدی" ایک سکہ کا نام "احمدی" رکھا تھا۔

معزز قارئین بدر کے لئے یہ نئی خبر اور بھی زیادہ از دیاد علم و ایمان کا باعث ہوگی۔ کہ حیدرآباد شہر کے ایل۔ بی نگر میں غیر احمدیوں کی ایک مسجد زیر تعمیر ہے جس کا نام "مسجد احمدیہ" رکھا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں روزنامہ سیاست حیدرآباد ۲۸ اپریل ۱۹۸۴ء صفحہ نمبر ۲ کالم نمبر ۴۔ اخبار مذکور "مسجد احمدیہ ایل بی نگر کے لئے عطیہ" کے عنوان سے خبر دیتے ہوئے رقمطراز ہے:۔

"حیدرآباد ۲۷ اپریل۔ مسجد احمدیہ ایل۔ بی نگر کے لئے جناب یحییٰ بن احمد محمودی نے اپنی اور جناب شیخ احمد محمودی (چوڑی والے) مرحوم کی طرف سے تعمیر و مرمت کے لئے ایک ہزار روپے کا عطیہ دیا ہے۔"

خاکسار۔ حمید الدین شمس
مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدرآباد

قبولِ احمدیت کی دو ایمان افروز داستانیں

از مکرم عطاء المجیب صاحب راشد امیر و مشنری انچارج برطانیہ

جماعتِ احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ایک پہلو یہ ہے کہ بحیثیت مجموعی جماعتِ احمدیہ کی تعداد روز بروز بڑھتی چلی جا رہی ہے اور جماعت میں داخل ہونے والوں میں سے ایک ایک کا واقعہ اپنی ذات میں ایک نشانِ الٰہی ہوتا ہے۔

۱۷ دسمبر ۱۹۸۴ء کو ملائیشیا کے ایک نوجوان نے اسلام قبول کر کے جماعتِ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ موصوف لنڈن یونیورسٹی میں سائیکالوجی میں پی ایچ ڈی کر رہے ہیں۔ والد عیسائی اور والدہ ہندو ہے۔ بیعت سے کوئی ایک ماہ قبل مسجد فضل لنڈن کا پتہ دریافت کر کے مسجد آئے۔ جماعت کا تعارف حاصل کیا اور لٹریچر لے کر چلے گئے۔ پھر دوبارہ آئے اور گفتگو کر کے اور لٹریچر لے کر چلے گئے۔ پھر از خود ہی فون کیا کہ بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ مسجد آئے اور بیعت کر لی۔ اس موقعہ پر انہوں نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات پر مشتمل کتاب

ESSEVSE OF ISLAM.

کا مطالعہ کرنے کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ میں اسلام قبول کر لوں۔ لیکن پھر یہ خیال آیا کہ ایک نئی تنظیم میں شامل ہونے کے بعد اپنوں سے جدا ہو جاؤں گا۔ جس کے نتیجہ میں شادی کے معاملہ پر اثر پڑے گا اور نئے لوگوں میں شادی اس لئے محال ہوتی ہے کہ کوئی واقفیت نہیں ہوتی۔ تاہم میں اس کشمکش میں تھا کہ ایک دن خواب میں دیکھا کہ مسجد فضل لنڈن میں داخل ہوا ہوں اور سامنے لکھا ہے IS GOD NOT SUFFIEIEVT FOR HIS SERVANTS کہ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں۔ اس فقرہ نے دل میں ایسا یقین پیدا کیا کہ میں نے فیصلہ کر لیا کہ ہر قسم کے خطرات کے باوجود میں اسلام قبول کرنے میں قطعاً کوئی دیر نہ کروں۔ اللہ تعالیٰ سب کام اپنے فضل سے کر دیگا۔ اس ملائیشین نوجوان کا پہلا نام مسٹر ولیم لنگار تقا صہ تھا۔ اب ان کا اسلامی نام "وسیم جمال" رکھا گیا ہے۔

برادرم وسیم جمال صاحب بیعت کرنے کے کوئی دو تین ہفتہ بعد مسجد آئے اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دنوں میں اُن پر غیر معمولی فضل فرمایا ہے۔ اور وہ یہ کہ غیر متوقع حالات میں بی بی سی ریڈیو نے ان چند دنوں میں دو دفعہ مجھے انٹرویو کا موقعہ دیا جو کہ باقاعدہ نشر کیا گیا۔ اور اس کا تعلق میرے مضمون سے تھا اور پی ایچ ڈی کی ڈگری کے حصول میں میرے لئے یہ بہت بڑی مدد ہو گی۔ اس امر پر موصوف بہت ہی مسرور تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے شکر گزار تھے۔

قبولیتِ احمدیت کا ایک اور واقعہ ۱۴ جنوری کو ہوا۔ جبکہ سلاؤ کی رہنے والی پاکستانی خاتون نے بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ موصوفہ نے اپنی سرگذشت سُناتے ہوئے بتایا کہ ایک دفعہ ان کی ایک احمدی سہیلی نے انہیں الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہ کا ہار دیا۔ ایک شادی پر وہ یہ ہار پہن کر گئیں۔ شادی میں شرکت کرنے والی خواتین میں سے ایک نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں کبھی مرزائیوں کا اثر ہو گیا ہے۔ بعض نے اس قسم کے طرزِ تخاطب پر تعجب کا اظہار کیا لیکن بات آہستہ آہستہ بڑھتی گئی اور اس اعتراض کرنے والی خاتون نے ساری محفل میں اس بہن کی بے عزتی کی۔ تاہم اس بہن نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ احمدیت کے متعلق پوری طرح واقفیت حاصل کرے گی اور معلوم کرے گی کہ احمدیت میں کونسا ایسا نقص ہے جس پر اس خاتون نے بے عزتی کی۔ اس پر مسجد فضل لنڈن سے رابطہ قائم کیا اور لٹریچر منگوایا۔ پھر مزید لٹریچر منگوایا۔ سب پڑھنے کے بعد بیعت فارم پُر کر کے جماعت میں شامل ہو گئیں۔ اور اب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات کی کیسٹ باقاعدگی سے سنتی اور اسلام کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کر رہی ہیں۔ پس سچ ہے کہ جماعتِ احمدیہ کے لئے مخالفت کھاد کا کام کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہر دو نومبائعین کو استقامت بخشے اور برکتوں اور رحمتوں سے انکے گھر بھر دے۔ آمین

جفا اور وفا

ہم سے جس جس نے بھی جفا کی ہے
ہم نے اُن کے لئے دُعا کی ہے
ساری دُنیا کی خیر ہو یا ربّ
یہی دن رات اِلتجا کی ہے
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے
ہم نے ایسوں سے بھی وفا کی ہے
کیا کسی اور کا کریں شکوہ
جب خود اپنوں نے بھی دغا کی ہے
درد دو دکھ مٹ گئے ہمارے سبھی
آپ نے جب کبھی دوا کی ہے
آپ کی نصرت و مدد آ جائے
یہی اک عرض بارہا کی ہے

(مراد خدا تعالیٰ) مولانا محمد صدیق امرتسری مرحوم

دورہ نمائندگان تحریکِ جدید

مکرم منظور احمد صاحب نائب وکیل المال تحریک جدید معہ مولوی عبدالوکیل صاحب انسپکٹر تحریک جدید مورخہ ۳/۱/۸۵ سے مہاراشٹر۔ آندھرا۔ کرناٹک۔ تامل ناڈو۔ کیرلہ کے دورہ پر مکرم رفیق احمد صاحب یکم فروری سے یوپی۔ بہار و راجستھان کے دورہ پر اور مکرم مولوی بشارت احمد صاحب حیدر مورخہ ۲/۱/۸۵ سے صوبہ اڑیسہ و بنگال اور ایم پی کے دورہ پر روانہ ہو رہے ہیں۔ جملہ عہدیداران جماعت مبلغین و معلمین اور احباب جماعت کما حقہ تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ متعلقہ جماعتوں میں رسیدگی کی تاریخ سے بذریعہ خطوط اطلاع دی جا رہی ہے۔

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

سچی احمدی کی ماں ـــ زندہ باد ـ !!!

از محترمہ اعظم النساء صاحبہ اہلیہ مکرم سیٹھ بشیر الدین صاحب صدر لجنہ صوبہ آندھرا

ام طاہر، طاہرہ، پرہیزگار! ــ رحمتیں اُس پر خدا کی بے شمار

ہم نہ بھولیں گے کبھی شاکرہ سے ــ یہ دُعا کرتے رہیں گے بار بار

اے خدا! اس محسنہ کی قبر پر ــ تا ابد تو بارشِ رحمت بہار

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ کے سالانہ اجتماع منعقدہ اکتوبر ۱۹۸۲ء سے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز خطاب پڑھنے کے بعد میرے دل میں یہ خواہش چٹکیاں لینے لگی کہ مَیں حضرت سیدہ اُم طاہر احمد صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی سیرت طیبہ کے بے شمار حسین گوشوں میں سے ایک گوشے کا خاکہ اپنے ٹوٹے ہوئے الفاظ میں کھینچوں جس کی رعنائیوں نے میرے دل کو اپنے حصار میں محصور کر رکھا ہے۔ اور جس کی شیریں یاد میرے لئے ایک عظیم احسان سے کم نہیں ہے۔!

اب جبکہ اخبار بدر کا سالانہ نمبر شائع ہو رہا ہے سوچا کیوں نہ مَیں بھی چند سطور سپرد قلم کر کے ثواب میں شریک ہو جاؤں چنانچہ اسی جذبہ بے اختیار کے تحت جلدی جلدی میں یہ چند سطور ہدیۂ قارئین کر رہی ہوں۔ و باللہ التوفیق۔

معزز قارئین! آج مَیں جس گراں مایہ نگینے کی چمک دمک کی نمائش کرنے لگی ہوں وہ شاید ہر کس و ناکس کی آنکھوں کو خیرہ نہ کر سکے بلکہ اس کے لئے تو اسی جوہر کی ضرورت ہے جسے اس ہیرے کی حقیقی شناخت ہو اور جو اس کی قدر و قیمت سے آشنا ہو۔

جماعتی حلقوں میں حضرت سیدہ اُم طاہر رضی اللہ تعالیٰ عنھا کا وجود کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ اپنے نام کی طرح فی الحقیقت مریم صفت واقع ہوئی تھیں۔ آپ کی ظاہری تعلیم بہت تھوڑی تھی۔ کوئی امتحان بھی پاس نہیں کیا تھا۔ صرف اُردو اچھی طرح لکھ پڑھ سکتی تھیں۔ مگر ظاہری تعلیم نہ ہونے کے باوجود آپ ایک ایسی مقدس اور نابغہ روزگار ہستی، چہیتی رفیقہ حیات بنیں جس کے علم و معرفت کا آج دُنیا میں کوئی ثانی نہیں ہے۔ مرحومہ کی بے لوث خدمت خلق اور وسیع اخلاق کی وجہ سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ آپ کے دل سے قدر دان تھے۔ پھر آپ ایک ایسی عظیم ہستی کی ماں بنیں جو آج ہفت اقلیم کا روحانی شہنشاہ ہے جس نے مریم کے دودھ کی تاثیر سے ایک پیاسی دُنیا کو سیراب کیا۔ ظاہری تعلیم اور ڈگریاں حاصل نہ ہونے کے باوجود آپ نے آج وہ مقام حاصل کیا ہے جس کی ہر بیوی اور ہر ماں کو دلی خواہش ہوتی ہے۔ آپ کا یہ بلند و بالا مقام اس جہت سے یقیناً ہمارے لئے مشعل راہ ہے کہ ہم سلسلہ کے کاموں کے لئے تعلیم یافتہ نہ ہونے کا بہانہ نہ بنائیں۔ کیونکہ حضور فرماتے ہیں :-

”آپ فرشتہ سیرت شمع احمدیت تھیں آپ لجنہ اماء اللہ کی روح رواں تھیں۔ آپ چشمہ فیض تھیں جس سے ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ تک جسمانی و روحانی طور پر فیض پاتا تھا۔ آپ کو خدمت سلسلہ کے کاموں میں بہت انہماک ہوتا تھا۔ خود بھی ہر حالت میں خواہ تندرست ہوں یا طبیعت ناساز ہو کام کرتی تھیں اور دوسروں سے بھی سلسلہ کا کام لیتی تھیں۔

آپ نے جن حالات میں لجنہ کا کام سنبھالا وہ اس وقت کئی لحاظ سے ناساز گار تھے۔ نہ اُس وقت اتنی مالی سہولتیں تھیں نہ کام کرنے والی کارکن۔ گو آپ جنرل سیکرٹری تھیں مگر آپ کو کبھی صدر کے فرائض کبھی کلرک کے فرائض کبھی ادنیٰ سے کارکن کے فرائض بھی تنہا ادا کرنے پڑتے تھے۔ اِدھر حضرت مصلح موعودؓ کا حکم ملا اُدھر کام پورا ہو گیا۔ آپ اس قدر مالی و جانی اور نفس کی قربانی کرتیں کہ اس میں نمائش اور نمود کا نام تک نہ ہوتا تھا۔ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے کرتی تھیں سلسلہ کے لئے چندہ مانگتے ہوئے کبھی شرم محسوس نہیں فرماتی تھیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد قمر الانبیاءؓ رضی اللہ عنہ رقمطراز ہیں کہ ”ایک عجیب بات ہے کہ سیدہ اُم طاہر احمد جب سیکرٹری لجنہ رہیں صدر کا عہدہ قریباً برائے نام تھا۔ لیکن جب سیدہ صدر مقرر ہوئیں تو ان کے بعد صدر کا عہدہ ہی سب کچھ ہو گیا۔ اور سیکرٹری کا عہدہ برائے نام رہ گیا۔ یعنی آپ ہر کام پر اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے اس قدر چھا جاتیں کہ دوسروں کو بہت کم گنجائش رہ جاتی“

یہ اعلیٰ نمونہ یقیناً ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ آپ نے نہایت کامیابی اور خوش اسلوبی سے لجنہ کی تنظیم کو چلایا۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ فرماتے ہیں کہ :-

”آپ کی سیرت کا ایک پہلو جو شوخ امتیازی رنگوں میں میری یادوں کی زینت ہے جماعتی کاموں میں آپ کا انہماک تھا۔ جتنا وقت آپ نے لجنہ اماء اللہ پر صرف کیا اسکا دسواں حصہ بھی بچوں کی نگہداشت اور تربیت پر خرچ نہیں کیا۔ شاید ہی کوئی دن ایسا ہو کہ آپ گھر پر ہوں یا لجنہ کی کارکنوں نے آپ کو گھیر نہ رکھا ہو۔ آنے جانے والے کا تانتا ایسا کہ یوں لگتا کہ یہ کوئی گھر نہیں بلکہ بیٹھے ہیں رہگذار پہ ہم“ جمعہ اور ہفتہ کا روز تو ہمارا گھر رہگذر ہی نہیں بلکہ کبھی پبلک جلسہ گاہ یا کبھی عورتوں کی پکنک گاہ.....

اب کبھی سوچتا ہوں تو بچپن کے اس تنافر پر غصہ آتا ہے اور اُمی کے لئے دل سے دُعا نکلتی ہے کہ جو کچھ کیا درست کیا۔ بڑے ہی بابرکت تھے وہ اجتماع! جو خدا کے دین کی رونق بڑھانے کی خاطر بلائے جاتے تھے وہ گھر جو اُن کی آماجگاہ بنا ہوا تھا ایک نادان بچہ کے احمقانہ جذبات کی قیمت ہی کیا ہے۔ اگر اسلام کی عظمت اور رونق بڑھتی ہو تو ایسے کروڑ بچپن سنے کروڑ گھر سٹرکیں بن جائیں اور خدا کی تسبیح و تحمید کرنے والے ان پر مونڈھے سے مونڈھا ملا کر چلیں۔ مبارک تھیں وہ آنے والیاں جنہوں نے خدا کے اجتماعی ذکر سے ہمارے مٹی کے گھروندے کو خدا کا گھر بنا دیا تھا اور مبارک تھی وہ بلانے والی۔ اللہ تعالےٰ اُسے غریق رحمت کرے۔ چونکہ میری والدہ کا لجنہ سے ایک پرانا خاندانی تعلق رہا ہے اور بچپن میں ہم نے یہی دیکھا ہے کہ...... میرے بچپن کا لجنہ سے ایک تعلق رہا ہے“

یہ واقعہ ہمیں دعوتِ عمل دے رہا ہے کہ ہم بھی سلسلہ کے کاموں کو اپنے ذاتی کاموں پر مقدم رکھیں۔ عموماً یہ دیکھنے میں آ رہا ہے کہ عورتیں اپنے بچوں کی غیر ... دیکھ بھال اور خود کے غیر ضروری کاموں میں اپنا قیمتی وقت ضائع کر دیتی ہیں۔ اور پھر شکایت کرتی ہیں کہ ہمیں سلسلہ کے کاموں کے لئے فرصت نہیں۔ کاش! ہماری تمام بہنیں حضرت سیدہ ممدوحہ کی سیرت طیبہ کے اس روشن پہلو پر عمل پیرا ہوں۔ حضور فرماتے ہیں :-

”روزمرہ کی گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے اولاد کی طرف خاص توجہ دینے کی فرصت نہیں ملی۔ مگر اس بچے ہوئے اوقات میں تربیت کے کسی پہلو کو بھی فراموش نہیں فرماتی تھیں۔ ہر وقت آنحضرت صلعم کی تعلیمات کا حوالہ دینا۔ غلطیوں پر ناراضگی کا اظہار کرنا۔ سزا دینا۔ نماز کی سختی سے پابندی کرانا۔ چندہ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانا آپ کا خاص وصف تھا۔ آپ بچوں سے اگر پیار کا اظہار نہیں کرتی تھیں تو اس خوف کی بنا پر کہ کہیں لاڈ و پیار سے تربیت خراب نہ ہو جائے کیونکہ ماؤں کا بے جا لاڈ بچوں کے اخلاق بگاڑ دیتا ہے۔ یہ احتیاط تھی ورنہ دل سخت نہیں تھا۔ بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں آپ بہت دُعا گو تھیں خود ہر وقت تڑپ کر دُعا کرتیں اور پھر دوسروں سے دُعا کراتیں کہ

میرا ایک ہی بیٹا ہے۔ خدا کرے کہ یہ خادم دین ہو۔ مَیں نے اُسے خدا کی راہ میں وقف کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے حقیقی معنوں میں واقف بنائے۔ اور پھر آنسوؤں کے ساتھ یہ جملے بار بار

رہا کرتیں کہ

"خدایا! میرا طاہر تیرا پرستار ہو۔ یہ عابد و زاہد ہو۔ اُسے خادم دین بنائیو۔ حضرت صلعم کے عشق اور حضرت مسیح موعودؑ کے عشق میں سرشار رکھیو۔"

سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی اس دُعا کو مالک ارض و سما نے نہ صرف قبولیت بخشی بلکہ اس کی بدولت جانے والی اس نیک روح کو بھی الٰہی بقائے دوام عطا کی کہ آج زمانہ زبان حال سے کہہ رہا ہے:-

دیکھو! مریم کا طاہر آج قبولیت دُعا کا ایک زندہ نشان ہے ماں کی مامتا کا بہترین ثمر ہے۔ جس کا حضرت مصلح موعودؓ کو بھی اعتراف تھا۔

حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ آپؓ نے حقوق العباد کو بھی احسن طور پر ادا کیا۔ میکہ کے عزیزوں اور سسرال والوں کے ساتھ یکساں حسن سلوک کرتیں غرباء و مساکین اور ضرورتمندوں کی مدد کے لئے ہر آن اور ہمہ تن مصروف رہتیں بلکہ دوسروں کی ضروریات کو اپنی اور اپنی اولاد کی ضروریات پر ترجیح دیتیں۔ مالی بحران درپیش رہنے کے باوجود گھر ہمیشہ مہمانوں سے بھرا رہتا اور چند دن میں سب پر سبقت لے جاتیں۔ جیسا کہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:-

"میں کچھ تو روزمرہ کے کھانے کا معیار گرا کر چندوں۔ خدمت خلق اور مہمان نوازی کے لئے بچت کر لیتیں اور کچھ ہمارے کپڑوں کے خرچ میں سے۔ اس غرض کے لئے پیسے بچا لیتی تھیں۔ پھر تحریک جدید کا بہانہ ہاتھ آیا..... ابتدائی بچپن میں تو مجھے کبھی یہ چیز خاص محسوس نہیں ہوئی۔ ایک چھوٹی سی نکر ڈھیلی یا تنگ ہو یا میلی اور ایک قمیص خواہ کسی فیشن کی بھی ہو بہت کافی تھے۔ مگر ذرا بڑی عمر میں کپڑوں کی کمی بعض وقت سخت شرمندگی اور الجھن کا موجب بن جاتی تھی۔ ایک مرتبہ مجھے یاد ہے کہ کچھ نہ پاکر میں خالی شلوار کے اوپر اچکن پہن کر کالر تک بٹن لگا کر اسکول چلا گیا۔ پی ٹی کرنے کی باری آئی تو ماسٹر صاحب نے اچکن اُتار کر پی ٹی کرنے کے لئے کہا۔ میں بھی ضد کرکے بیٹھ گیا کہ اگر پی ٹی کرونگا تو اچکن پہن کر ورنہ نہیں۔ کلاس تھی کہ قہقہوں سے لوٹ پوٹ ہوئی جاری تھی اور میں نہ ہنسنے کے قابل رہا تھا اور نہ رونے کے۔ اس کشمکش میں میری اچکن کے اوپر کے دو بٹن ٹوٹ گئے اور ماسٹر صاحب کو حقیقت کا علم ہو گیا۔ اس کے بعد جب بھی کپڑے گندے ہو جاتے اور صاف کپڑے نہ ملتے تو میں گھر ہی میں بیمار بن کر لیٹ رہتا۔"

آج کوئی ہے جو اس جیسی مثال پیش کر سکے؟ مبارک ہیں ایسے وجود جو خدا اور اس کے دین کی خاطر اپنی اولاد کی جائز خوشیوں اور آراموں کو قربان کر دیتے ہیں۔ اور اُن کی خواہشات کو کچل دیتے ہیں۔ کیا یہ مثالیں حضرت ہاجرہؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی یاد کو تازہ نہیں کرتیں؟ دراصل ایسی ہی قربانیوں کا نام "احمدیت" ہے اور ایسی بے نظیر قربانیوں کے بغیر احمدیت ترقی کر نہیں سکتی۔ پس ہم احمدی مستورات کا فرض ہے کہ ہم حضرت سیدہ اُم طاہر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نقش قدم پر چلیں اور یہ یقین رکھیں کہ سلسلہ کی خدمت کرنے والا کبھی ضائع نہیں ہوتا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

کوئی ضائع نہیں ہوتا جو ہے جویاں تیرا

بلکہ اس کی نسلیں ترقی کرتی ہیں۔ پھولتی ہیں پھلتی ہیں اور زمانہ بے ساختہ پکار اُٹھتا ہے "سچے احمدی کی ماں۔ زندہ باد!!!"۔

ایک درخشاں پہلو بقیہ صفحہ ۱۲

مرزا صاحب نے .... خاص خدمت سرانجام دی ہے .... آئندہ جاری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے ناممکن ہے کہ مرزا صاحب کی یہ تحریریں نظر انداز کی جا سکیں۔"

(اخبار وکیل۔ امرتسر جون ۱۹۰۸ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ بے مثال قلمی جہاد جو آپ نے (دین حق) کی صداقت اور قرآن کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے عمر بھر کیا۔ ...... دراصل یہ ساری خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق اور آپؐ کے لائے ہوئے دین کے ساتھ والہانہ محبت ہی کا کرشمہ تھی۔

(۱۴)

یہی وجہ ہے کہ اپنی ان عدیم المثال خدمات کے باوجود جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں تو ایک وفا شعار شاگرد اور ایک احسان مند خادم کی حیثیت میں اپنا ہر پھول آپؐ کے قدموں میں ڈالتے چلے جاتے ہیں اور بار بار عاجزی کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ آقا! یہ سب کچھ آپ ہی کا طفیل ہے۔ میرا تو کچھ بھی نہیں۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں:-

"میں اسی خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ...... اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا ہے۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا ہے۔ اگر میں .... آپؐ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دُنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں ہرگز کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ کا نہ پاتا۔" (تجلیات الٰہیہ)

ایک اور جگہ اپنی ایک نظم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں متوالے ہو کر فرماتے ہیں ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

اُس نور پر فدا ہوں اسکا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

ان اشعار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس رنگ میں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار و فضائل کی وسعت اور اُن کے افاضہ اور اس کے مقابل پر اپنی عاجزی اور انکساری اور آپؐ کے انوار سے اپنے استفاضہ کا ذکر فرمایا ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ دُنیا کی تمام برکتوں اور تمام نوروں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والا صفات کی طرف منسوب کرکے اپنے آپ کو ان انوار کے ساتھ اس طرح پیوست کیا ہے کہ جس طرح ایک بڑے طاقتور پاور سٹیشن کے ساتھ بجلی کی تاریں مل کر دُنیا کو منور کیا کرتی ہیں۔

نتیجہ امتحان لجنات اماء اللہ بھارت ۱۹۸۴ء

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے زیر انتظام مورخہ ۱۶-۹-۸۴ کو لجنات بھارت کا مقررہ نصاب کے مطابق امتحان لیا گیا۔ جس کے لئے کتاب "تبلیغ ہدایت" صفحہ ۱ تا صفحہ ۱۳۵ "دینی معلومات" مکمل "چالیس جواہر پارے" میں سے کچھ احادیث مع تشریح۔ قادیان کی ممبرات کے لئے پندرھواں پارہ با ترجمہ سورۃ البقرہ اور سورۃ آلِ عمران کے آخری رکوع حفظ کرنا اور قصیدہ "یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ وَالْعِرْفَانِ ....." کے پہلے دس اشعار۔ بیرونی لجنات کے لئے پانچویں پارہ کے پہلے دو رکوع با ترجمہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام میں سے "اے خدا اے کار ساز و عیب پوش و کردگار" کے پہلے دس اشعار یاد کرنا نصاب میں رکھا گیا تھا۔

قادیان کی لجنہ کی ۸ ممبرات امتحان میں شامل ہوئیں اور اللہ کے فضل سے سب کامیاب ہوئیں۔ بیرونی لجنات میں سے کچھ شہری اور کچھ دیہاتی لجنات کی کل ۱۰۳ ممبرات شامل ہوئیں۔ جن میں سے ۱۰۲ ممبرات کامیاب ہوئیں۔ قادیان کی لجنہ کا نصاب الگ تھا اس لئے علیحدہ پوزیشن نکالی گئی ہے۔ باقی شہری و دیہاتی لجنات کی علیحدہ علیحدہ پوزیشن نکالی گئی ہے۔ پوزیشن حاصل کرنے والی ممبرات کے نام اس طرح ہیں:-

	نام	مقام	نمبر	پوزیشن
قادیان:-	مکرمہ صاحبزادی امۃ الرؤف صاحبہ		۸۹/۱۰۰	اوّل
	" نصرت سلطانہ صاحبہ		۸۸	دوم
	" مریم صدیقہ چیمہ صاحبہ		۸۴	سوم
	" ثریا سلطانہ صاحبہ		۸۲	چہارم
شہری لجنات:-	مکرمہ امۃ الکریم طاہرہ صاحبہ	آف سکندر آباد	۸۹/۱۰۰	اوّل
	" زاہدہ بیگم صاحبہ	" شیموگہ	۸۱	دوم
	" یاسمین امۃ القدوس صاحبہ	" "	۸۱	"
	" فرحت الدین صاحبہ	" سکندر آباد	۸۰	سوم
	" لبشریٰ مبارکہ صاحبہ	" حیدر آباد	۷۸	چہارم
	" بدر النساء صاحبہ	" شیموگہ	۷۸	"
دیہاتی لجنات:-	مکرمہ امۃ الکریم رضیہ لبشریٰ صاحبہ	آف سورو	۸۱	اوّل
	" رقیبہ بیگم صاحبہ	" سورو	۸۰	دوم
	" ذکیہ بیگم صاحبہ	" یادگیر	۷۹	سوم
	" صبیحہ افسر صاحبہ	" یادگیر	۷۸	چہارم

اللہ تعالیٰ کامیاب ہونے والی تمام ممبرات کو اور پوزیشن لینے والی ممبرات کو خاص طور پر کامیابی مبارک کرے اور آئندہ سال اس سے بڑھ کر اس دینی امتحان میں شامل ہونے کی توفیق دے۔ آمین

سیکرٹری تعلیم لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

اعلان برائے ”تبلیغی منصوبہ بندی کمیشن“

احباب کو معلوم ہے کہ تبلیغ و تربیت کو بہت ترقی دینے کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھارت میں ”تبلیغی منصوبہ بندی کمیشن“ مقرر فرمایا ہے اور توسیعِ تبلیغ کے لئے ہدایات بھجوائی ہیں اور مزید ہدایات موصول ہوتی رہتی ہیں۔

اس وقت تک کمیشن مرکزی کے ماتحت اڑلیسہ۔ آندھرا۔ بنگال۔ تامل ناڈو۔ کشمیر۔ کرناٹک۔ کیرالہ۔ اور گجرات مہاراشٹر میں صوبائی کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں۔ جنہوں نے اپنی اپنی ریاست کا جائزہ لیا ہے کہ کس کس علاقہ میں کس کس قسم کا لٹریچر مطلوب ہے اور دورے بھی شروع کر دیئے ہیں اور بعض جگہ قرآن مجید اور کتب سلسلہ کے تراجم کرنے کا کام بھی شروع کر دیا گیا ہے۔ اور انہوں نے یہ بھی جماعتوں کو بتا دیا ہے کہ اس کام کے لئے اخراجات خود ہر صوبہ کے احباب سے ہی فراہم ہونگے۔

اس کام کی اہمیت کسی سے مخفی نہیں۔ اس کے بارے میں رپورٹیں سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں عرض کی جاتی ہیں۔ بعض ریاستوں کی اعلیٰ کارکردگی پر حضور نے پسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے۔

اس اعلان کے ذریعہ تمام صدر صاحبان اور مبلغین اور معلّمین کو تلقین کی جاتی ہے کہ حضور کی قائم کردہ اس تنظیم سے پورا تعاون کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ اپنے اپنے علاقہ میں تبلیغی پروگرام صوبائی کمیٹی کے مشورہ سے تیار کریں تاکہ منظم طریق پر تبلیغی کام جاری ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مرزا وسیم احمد
صدر تبلیغی منصوبہ بندی کمیشن

جماعت احمدیہ کے بارہ میں پاکستان کا آرڈیننس بقیہ صفحہ ۲

بپا کر رکھا تھا اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ”تبلیغ روحانی“ کے زیر عنوان اشتہار شائع کیا تھا۔ جس میں تحریر فرمایا:۔

”یہ عاجز خدا تعالیٰ کے احسانات کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا کہ اس تکفیر کے وقت میں کہ ہر ایک طرف سے اس زمانہ کے علماء کی آوازیں آرہی ہیں کہ لست مومنًا اللہ جلّ شانہٗ کی طرف سے یہ ندا ہے قل انی امرت و انا اول المومنین ....

اور ایک طرف مولوی لوگ فتوے پر فتوے لکھ رہے ہیں کہ اس شخص کی ہم عقیدگی اور پیروی سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ اور ایک طرف خدا تعالیٰ اپنے الہام پر بتواتر زور دے رہا ہے کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ غرض یہ تمام مولوی صاحبان خدا تعالیٰ سے لڑ رہے ہیں۔ اب دیکھئے کہ فتح کس کی ہوتی ہے۔“

(تبلیغ رسالت جلد ۳ صفحہ ۱)

درخواست ہائے دعا

۱۔ خاکسار کا چھوٹا بھائی اسار احمدی بی کام ایل ایل بی یادگیر میں اپنی وکالت کی پریکٹس کر رہا ہے عزیز کی پریکٹس میں کامیابی کے لئے۔ ۲۔ مکرم قریشی محمد عبداللہ صاحب تیماپوری اپنے مقدمہ میں کامیابی اور ملازمت کی بحالی کے لئے احباب جماعت سے دعا کی عاجزانہ درخواست کرتے ہیں۔

خاکسار۔ بشارت احمد حیدر قادیان

تحریکِ جدید کے نئے سال کا آغاز اور احباب جماعت کی ذمہ واریاں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریکِ جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:۔

”چونکہ پچاس سال تحریک جدید کو پورا ہو رہے ہیں۔ اور آئندہ سال جب اعلان ہو رہا ہوگا۔ آغاز کا۔ تو اُس وقت ۵۱ واں سال شروع ہو چکا ہوگا۔ اور چونکہ یہ جماعت کی تاریخ میں ایک لینڈ مارک (LAND MARK) ہے۔ ایک خاص نشانِ منزل ہے۔ اس لئے پہلے تو وعدے پچاس سال تک لاکھوں میں ہوتے رہے۔ اب میری خواہش ہے کہ آئندہ سال یہ کروڑ تک پہنچ جائیں اور آئندہ پھر کروڑوں میں باتیں ہوں۔ یہاں تک کہ صدی سے آخر پر جا کر تحریکِ جدید کا بجٹ اربوں میں پہنچ چکا ہو۔“

سال نو کے آغاز پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منشاء کے مطابق تحریکِ جدید کی عالمگیر تبلیغ احمدیت اور اشاعت اسلام و قرآن کے عظیم مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے احباب جماعت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی مالی حیثیت کا جائزہ لیتے ہوئے اپنی حیثیت کے مطابق چندہ تحریک جدید نمایاں اضافہ کے ساتھ ادا فرمائیں۔ نیز ہر مرد عورت بچے بوڑھے کو اس اہم و عظیم الشان تحریک میں لازماً شامل کیا جائے۔ اور وعدہ جات اور وصولیات چندہ تحریک جدید سے متعلقہ عہدیداران دفتر ہذا کو اطلاعات بھیج کر عنداللہ ماجور ہوں۔

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

پروگرام دورہ مکرم حافظ مظہر احمد صاحب طاہر انسپکٹر وقفِ جدید برائے صوبہ اڑیسہ

جماعت ہائے احمدیہ اڑیسہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم حافظ مظہر احمد صاحب طاہر یکم جنوری سے بغرض وصولی چندہ وقفِ جدید دورہ کریں گے۔ احباب جماعت اور مبلغین کرام و معلمین سے ان کے ساتھ بھرپور تعاون کرنے کی درخواست کی جاتی ہے۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

ضرورت ہے

علاقہ ورنگل (آندھرا) کے دیہات میں احمدیہ ہومیو پیتھک ڈسپنسری کے قیام کے لئے خدمتِ دین اور خدمتِ خلق کا جذبہ رکھنے والے ایک مخلص احمدی رجسٹرڈ ہومیو پیتھ ڈاکٹر کی خدمات درکار ہیں جو خدام یا انصار اس اہم خدمت کو مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی ہدایات اور منشاء کے مطابق سرانجام دینے کے خواہشمند ہوں وہ اپنے مکمل کوائف سے مطلع فرمادیں۔ یہ تقرر فی الحال ایک سال کے لئے ہوگا۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان